جلسہ سالانہ نمبر

جلد ۔ ۲۲
شمارہ ۵۰ ، ۵۱

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
جاوید اقبال اختر

زرِ اشتراک
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

۱۷/۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۳ ھ | ۱۳/۲۰ فتح ۱۳۵۲ ہش | ۱۳/۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ ع

قرآنِ کریم کی توسیعِ اشاعت کیلئے انگلستان و یورپ کا بابرکت سفر!

۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ء تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء

انگلستان سے واپس روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے احبابِ جماعت کے انفرادی شرفِ ملاقات کا ایک منظر!

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رہبا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۰/۱۳ فتح ۱۳۵۲ ہش

جماعت احمدیہ کا ہر قدم ترقی کی طرف!

قادیان میں جماعت احمدیہ کا یہ ۸۲ واں جلسہ سالانہ ہے۔ ملکی تقسیم کے بعد جماعت کے ہر دو مراکز قادیان اور ربوہ میں اس مبارک جلسہ کا انعقاد خاص اہتمام کے ساتھ عمل میں آتا ہے بدلے ہوئے حالات کے نتیجہ میں اگرچہ قادیان میں اس قدر حاضری تو نہیں ہوتی جو تقسیم ملک سے قبل ہوا کرتی تھی۔ بایں ہمہ اس مقدس مقام کے لئے ہندوستان اور بیرونجات کے احمدیوں کے دلوں میں محبت وعقیدت پہلے ہی کی طرح ہے۔ البتہ ایسی مجبوریوں کے سبب جن پر قابو پانا اُن کے بس میں نہیں، دُنیا کے اکناف میں بسنے والے احمدی اس مقدس مقام اور مبارک موقع پر پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں۔ پھر بھی اندرونِ ملک کے دُور دراز علاقوں سے ایک بڑی تعداد حاضرِ جلسہ ہوجاتی ہے۔ نہ صرف اپنے ملک سے بلکہ بیرونی ممالک کے باشندے بھی ایک معقول تعداد میں انٹرنیشنل پاسپورٹ پر آہی جاتے ہیں۔ اس طرح خدا کے فضل سے اچھی رونق ہوجاتی ہے۔ اور اس موقع پر پہنچ کر روحانی حظ اٹھانے والوں کو دوسرے احمدی رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قادیان میں منعقدہ جلسہ کے ایک ہفتہ بعد جماعت کے دوسرے مرکز ربوہ میں بھی اسی مہینہ کے آخری ہفتہ میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ اس جلسہ میں شرکاء کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ایک لاکھ سے بھی تجاوز کرجاتی ہے۔

اس طرح سلسلہ احمدیہ کے ہر دو مراکز کے یہ سالانہ اجتماع زندہ نشان بنتے ہیں خدا تعالیٰ کی اس خوشخبری کی صداقت کا جو ان جلسوں کے ابتدائی اجراء سے بھی بہت عرصہ پہلے ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جب آپ کی مجلس میں آنے والے دو تین آدمیوں سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۸۲ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان بشارت دیتے ہوئے بتایا گیا کہ:۔

"الا انّ نصر اللّٰہ قریب یأتیك من کلّ فجّ عمیق یأتون من کلّ فجّ عمیق ینصرك اللّٰہ من عندہ ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء لامبدّل لکلمات اللّٰہ۔

(ترجمہ) خبردار ہو کہ خدائی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک مدد کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہوجائیں گے۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راستوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہوجائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

یہ سب عربی الہامات اور اُن کا ترجمہ حضور علیہ السلام کی شہرہ آفاق کتاب براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۱ میں اب بھی مندرج دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس عظیم الشان خوشخبری کے ضمن میں تھوڑا آگے چل کر دو اور الہام ہیں:۔

"وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ۔ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ"

ان دونوں کا جو ترجمہ حضور علیہ السلام نے اسی مقام پر درج فرمایا ہے، وہ یہ ہے:۔

"اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۲)

اس کے سترہ سال بعد حضور نے مذکورہ بالا ہر دو الہامات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب سراج منیر میں انہی سے متعلق ایک تیسرے الہام کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ میں مرقوم ہے....... ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولاتسئم من النّاس اور اس کے بعد الہام ہوا وَسِّعْ مَکَانَكَ یعنی اپنے مکان کو وسیع کرلے۔

اس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہوجائے گا۔ پس تُو نے اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ! یہ کس شان کی پیشگوئی ہے۔ اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے۔ اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۵۳)

جیسا کہ اُوپر بیان ہوا کہ یہ سب ۱۸۸۲ء کے زمانہ کی خوش خبریاں ہیں۔ گویا آج اُن پر ۹۱ سال گذر چکے ہیں۔ اب ذرا جماعت احمدیہ کی موجودہ عالمگیر شہرت اور حضور علیہ السلام کے روحانی جذب وکشش کے نتیجہ میں مراکز سلسلہ میں آنے والوں کی تعداد کا موازنہ کریں۔ صرف یہی سالانہ اجتماعات نہیں جو سلسلہ کے ہر دو مراکز میں منعقد ہوتے ہیں اور ان میں حاضرین کی تعداد ہزاروں سے نکل کر اب لاکھوں کو پہنچ رہی ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ افریقہ اور انڈونیشیا جیسے بیرونی ممالک میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں سالانہ جلسوں کی حاضری ہوتی ہے۔ یہ بات آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہے ——!!

ایسا رجوعِ خلائق اور ایسی مقبولیت قابلِ غور امر ہے۔ بالخصوص جبکہ ایک عرصہ پہلے ایسے وقت میں اس کی اطلاع دی گئی جب بظاہر حالات اس طرح ہوجانے کے کوئی آثار نہ تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ جماعت کے یومِ تاسیس ہی سے مخالفت کا سلسلہ ایسے چل پڑا کہ اس میں کسی وقت بھی توقف نہیں ہوا۔ اور مخالفت کرنے والے بھی ایسے ایسے اُٹھتے رہے کہ جو اپنے آپ کو پہلوں سے زیادہ طاقتور اور اثر ورسوخ اور علم وفضل میں بڑھے ہوئے گردانتے۔ یہ مخالفت کے صرف زبانی دعوے ہی نہیں رہے بلکہ ہر مخالف نے اپنی طرف سے پورا زور لگالیا۔ جو بھی اُٹھا اس نے اس چٹان سے اپنا سر ٹکرایا اور خوب ٹکرایا مگر سلسلۂ حقہ اپنی جگہ پر ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم رہا۔ ہر مخالفت اس کا کچھ بگاڑنے کی بجائے بالآخر کھاد کا کام دے گئی۔ اور جماعت کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ سب برکت ہے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی۔ اور ہاتھ بھی اس مقدس وجود کا جسے خدا نے خود زمانہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تک پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے اپنی امت کو ہدایت فرمائی کہ جاکر اُسے میرا سلام کہنا۔ خواہ تم کو پہاڑوں اور برف پر سے گذر کر جانا پڑے۔ چنانچہ سعادت مندوں کی ایک معقول تعداد نے اپنے ہادیٔ کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی۔ جب یہ مبارک وجود اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوگیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے دنیا کو سُنایا گیا تھا کہ ایک وقت میں پھر خلافت علیٰ منہاج نبوّۃ کا قیام عمل میں آئے گا، حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت کو خلافت حقہ احمدیہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا اور آج اس مبارک نظامِ خلافت کے ساتھ وابستہ ہونے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بڑی شان کے ساتھ اسلام کا جھنڈا بلند کررہی ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں مصروفِ عمل ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے دُوسرے خلیفہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کے تبلیغی مشنز یورپ، امریکہ، افریقہ، انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں قائم ہوئے اور جماعت کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اور آج جب کہ جماعت کو تیسرے خلیفۂ برحق کی قیادت حاصل ہے جماعت کا ہر قدم اور زیادہ ترقیات کی طرف بڑھ رہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اب تک بیرونی ممالک کے تین عظیم القدر سفر فرما چکے ہیں۔ جن کا مقصد وحید یہی اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ چنانچہ پہلا سفر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں یورپ وانگلستان کا فرمایا۔ اس کے تین سال بعد ۱۹۷۰ء میں حضور انور مغربی افریقہ کے چھ ممالک میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے بنفسِ نفیس تبلیغی مساعی کا جائزہ لیا۔ ان میں وسعت کے منصوبے تیار فرمائے۔ اسی مبارک سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کے القاء کے ماتحت حضور نے "نصرت جہاں" تحریک فرمائی۔ اس طرح افریقہ کے تاریک براعظم کی پچھڑی آبادی کے دلوں کو نورِ اسلام سے منور کرکے اُن کو ترقی یافتہ لوگوں سے آگے بڑھ جانے کے قابل بنانے کا ٹھوس پروگرام مرتب فرمایا۔

یہ "نصرت جہاں" تحریک ہی کا نتیجہ ہے کہ اب افریقہ کے ان ممالک میں جماعت کے خرچ پر معقول تعداد میں سکول، کالج اور ہیلتھ سنٹر کھولے گئے ہیں جن کے ذریعہ جہاں ان پسماندہ علاقوں کے باشندوں کو زیورِ علم سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ وہاں اُن کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی صحت کا بھی خاطر خواہ خیال رکھا جارہا ہے۔ جماعت کی ایسی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کی طرف ان سب لوگوں کی توجہ پہلے سے کہیں زیادہ ہونے لگی ہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۹ پر)

تبرکات

"اِسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دِن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے"

"اسی اِسلام کا زندہ کرنا خُدا تعالےٰ اب چاہتا ہے"

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کی بعثت کا مقصد آپؑ کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں

"مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دِکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں۔ اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دُنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دُنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضُعفِ ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی۔ اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔" (کتاب البریہ صفحہ ۲۹۳-۲۹۴)

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے، اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلّق کو دوبارہ قائم کروں، اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صُلح کی بنیاد ڈالوں، اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ رُوحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دِکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ جو اب نابُود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دُوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

"خدا نے مجھے دُنیا میں اِس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خُدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ اور وہ نُور جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کے رُو سے اس کو یقین آجائے کہ خُدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصّہ دُنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالےٰ کے وجُود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے۔ اور خُدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا اِنسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ اِنسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اُس کو مل سکیں۔ اور بلا شبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے، ایسے اُمور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اُس نے تمام دُنیا میں سے مجھے اِس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لا دے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳-۱۴)

"یہ عاجز تو محض اسی غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دُنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ہے۔" (حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲-۱۳)

اِسلام کا پُر اُمید روشن مستقبل

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ۔ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کرونگا۔ اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ مَیں اسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا۔ جس کی رُوح ہیرودڈیس کے عہدِ حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاء ہے۔ دوسرے فرعون کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیمِ اوّل کا مثیل مگر رُتبہ میں اس سے بزرگ تر ہے، ایک مثیلِ مسیح کا وعدہ دیا گیا۔ اور وہ مثیلِ مسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اُسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب جو کلیمِ اوّل کے زمانہ سے مسیح ابنِ مریم کے زمانے تک تھی۔ یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا۔ اور وہ اُترنا رُوحانی طور پر تھا۔ جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعُود کے بعد خلق اللہ کی اِصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اسی زمانے کے ہم شکل زمانے میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا۔ تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھیرے۔ دُنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور پُرانے تصوّرات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کر دے گا۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے۔ اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ رُوحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالےٰ کی مدد اُترے گی۔ اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اِس زمانے کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا۔ اُن سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی۔ اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی۔ اور ہر ایک حق پوش دجّال دُنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حُجّتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچّائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دِن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے، جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذِلّتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اِسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام اِسلام ہے۔ اسی اِسلام کا زندہ کرنا خدا تعالےٰ اب چاہتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشّان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو، اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اِس عاجز کو اصلاحِ خلق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔ اور دُنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائیدِ حق اور اشاعتِ اسلام کو منقسم کر دیا۔"

(فتحِ اسلام صفحہ ۷-۲۵)

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے"۔ (الوصیت صفحہ

"اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا انقلابی دَور شروع ہو چکا ہے"

سالارِ اسلام کی طرف سے قلبِ یورپ میں اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ کا مسجد زیورک سوئٹزرلینڈ میں پریس کانفرنس سے خطاب

سوئٹزرلینڈ کے اخبارات میں حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کا چرچا

از مکرم و محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد محمود زیورک

کئی ماہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے یورپ کے مجوزہ دورہ کی خبر پہنچی۔ ہفتے بلکہ مہینے گذر گئے۔ حضور کے خدام طبعًا بے قرار رہے کہ جلد مسرتِ دید حاصل ہو۔ ایک دن اچانک ڈاک میں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا خط موصول ہُوا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ ہیگ (ہالینڈ) اور لنڈن سے بھی فون کے ذریعہ یہ خوشخبری پہنچی۔

لنڈن میں شرفِ ملاقات

الحمد للہ کہ خاکسار کو لنڈن کے ایئرپورٹ پر حضور کا استقبال کرنے والوں میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر حضور کے لنڈن سے باہر تشریف لے جانے تک حضور کے کلمات سے مستفید ہونے کا موقعہ ملا۔ حضور نے ابھی قطعی فیصلہ نہ فرمایا تھا کہ کب حضور یورپ تشریف لائیں گے اور کیا زیورک بھی حضور کے دورہ میں شامل ہوگا یا نہیں۔ لیکن حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے کمال مادرانہ شفقت سے ۱۷ر جولائی کو پرسشِ حال کے بعد فرمایا "میں انہیں کہہ رہی ہوں کہ زیورک ضرور چلیں خواہ دو دن کے لئے"۔ امید بھرے ہوئے دِل کے ساتھ زیورک واپس آیا۔ احباب و خواتین کو اطلاع دی۔ آنکھیں انتظار میں لگ گئیں۔ فون پر فون آتے رہے کہ بتائیں حضور کب تشریف لا رہے ہیں۔ آخر ۱۱ر اگست کو فون پر خود حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی زبانِ مبارک سے یہ خوشخبری سُنی کہ حضور ۲۰ر اگست کو یورپ کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں اور زیورک کو بھی حضور اپنے قدموں سے نوازیں گے۔

زیورک میں استقبال کی تیاریاں

۱۷ر اگست کو برادرم ظہور احمد صاحب باجوہ نے فون پر اطلاع دی کہ ۲۴ر اگست کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور دیگر گیارہ افراد کے قافلہ کے ساتھ کاروں میں تشریف لا رہے ہیں۔ حضور نے از راہِ کرم ایک مجلسِ استقبالیہ اور ایک پریس کانفرنس کے انعقاد کی اجازت عطا فرمائی۔ مقامی جماعت نے کمال تعاون کیا۔ عزیزہ رفعت کیلر جو برن سے بھی آگے رہتی ہیں دو دن پہلے آگئیں۔ عزیزم رفیق چانن اپنے سب کام چھوڑ کر آگئے۔ شیخ ناصر احمد صاحب نے ان دنوں کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیا۔ ڈاکٹر قریشی عبد الغفور صاحب نے نہ صرف اپنے آپ کو پیش کیا بلکہ انہوں نے اور ان کی بیگم صاحبہ نے جو برن میں ہیں مگر یہاں ہی بیعت کی تھی اپنی فلیٹ بھی پیش کر دی۔ میاں عبد الشکور صاحب ریویزے سے باہر رہتے ہیں۔ مفوضہ فرائض کو خوش اسلوبی سے بجا لائے۔ سعادت احمد صاحب پراچہ نے بڑا تعاون فرمایا۔ عبد الرشید صاحب نوگل۔ امین احمد کنزر زرین صاحب۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب اپنے اہل و عیال کے ساتھ شریک ہوئے اور جو خدمت سپرد کی خوشی سے بجا لائے۔ مرزا خلیل احمد صاحب۔ سید کلیم اللہ شاہ صاحب اور چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب جنیوا سے اس سعادت کے حصول کے لئے تشریف لائے۔ محترمہ شاہدہ صاحبہ جو برن میں کام کرتی ہیں اِن دنوں یہاں ہی آگئیں۔ ہمارے ایک سوئیس احمدی دوست زبیر اپنے قبولِ احمدیت کے بعد ہماری ضیافتوں اور خاص تقاریب میں پکانے کا کام بڑی حد تک سنبھال لیتے رہے ہیں۔ کئی قسم کے کھانے پکانے جانتے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر وہ اور بھی خوش تھے کہ انہیں کچھ اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملے گا۔ مگر اس انتظار میں مہینے گذر گئے اور ابھی تاریخ معیّن نہ ہوئی تھی کہ انہیں [illegible] چلے گئے۔ سارا بار اہلیہ ام پر آپڑا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے انہیں توفیق بخشی کہ وہ ان دنوں اپنے دوسرے مہمان نوازی کے فرائض کے علاوہ روزانہ کھانے کا اور ۲۵ر اگست کو حضور کے اعزاز میں عشائیہ کا بھی اہتمام کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی امداد کے لئے عزیزہ قانتہ باڈسکوٹی کو بھیج دیا۔ وہ پورے سلیقہ اور ہمّت کے ساتھ ہاتھ بٹاتی رہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرینکفرٹ سے کاروں میں تشریف لا رہے تھے۔ ۲۴ر اگست کی صبح کو انتظار تھا مگر کوئی فون نہ آیا۔ بار بار فون کیا۔ آخر کار ساڑھے بارہ بجے برادرم ہدایت اللہ حبش سے معلوم ہُوا کہ حضور نو بجے روانہ ہوئے ہیں۔

حضور کی تشریف آوری

ساڑھے دس بجے شب کے قریب حضور کا قافلہ یہاں پہنچا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کار سے اُترے۔ ہمارے جواں ہمّت امام کے چہرہ پر کوئی تھکان کے اثرات نہ تھے ایک تبسم کھیل رہا تھا۔ شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ساتھ تینوں منزلوں میں جا کر خود رہائش کے انتظامات کو ملاحظہ فرمایا۔

نماز کے بعد کھانا حضور نے مرد مہمانوں کے ساتھ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا نے خواتین کے ساتھ تناول فرمایا۔ پھر ایک بج کر دس منٹ تک مجلسِ عرفان جاری رہی۔

۲۵ر اگست کی صبح کو حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی خاندان کے بعض افراد کے ہمراہ شہر تشریف لے گئیں۔

سوئیس خواتین نے چار بجے کے بعد ان کی واپسی پر دوپہر کا کھانا اُن کے ہمراہ کھایا۔

ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض حالات دریافت کئے اور ایک خاص دائرہ میں کام کے لئے مشن کا لائحہ عمل منظور فرمایا۔

حضور کے اہم ارشادات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف مسائل پر روشنی ڈالتے رہے۔ حضور نے فرمایا دنیا میں ایک انقلاب آتا ہے اور اس کے بعد ارتقاء کا دَور آتا ہے۔ اسلام کا ظہور ایک عظیم الشان عالمی انقلاب تھا۔ اس کے بعد ارتقاء جاری رہا۔ جو دَور اسلام پر درمیان میں آیا۔ یہ ایک قوس بن گئی۔ یہ قوس بھی اسلام کی تقویت کا باعث ہوئی ہے۔ جب تک خلافتِ راشدہ کی ضرورت تھی اللہ تعالےٰ نے اس کو قائم رکھا۔ اور پھر اسلام کی وسعت کے لئے ایک نیا نظام جاری کر دیا۔ ملوکیت علیحدہ ہو گئی۔ اور روحانی خلافت (مجدّدین کی صورت میں) علیحدہ چلتی رہی۔ فرمایا کہ حضرت سیّدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نظریہ تھا اور میرا بھی یہی نظریّہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ صرف رُوحانی ہوگی۔ اگر اس کے ساتھ دنیوی حکومت کو بھی شامل کر دیا جائے تو اس میں وسعت نہیں رہ سکتی۔

حضور کے اعزاز میں عشائیہ

۲۵ر اگست کو شام سات بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ اپنے احباب و خواتین کے علاوہ دیگر معززین بھی دُور و نزدیک سے تشریف لائے۔ خواتین نچلی منزل میں حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے پاس اور مرد اُوپر لیکچر ہال میں حضرت صاحب ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ برلن یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات اور السنۂ شرقیہ کے انچارج

پروفیسر برگل (BURGEL) پہلے پہنچے ہوئے تھے۔ ہمارے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل محترم چوہدری محمد علی صاحب خصوصاً گفتگو فرماتے رہے۔ ڈپلومیٹس میں سے جرمنی کے قنصل جنرل ڈاکٹر بریر (BREER) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ سوئیس اور غیر ملکی معززین کی ایک محدود تعداد مدعو تھی۔ حضور اس موقع پر مختلف احباب سے گفتگو میں اہم سوالات پر روشنی ڈالتے رہے۔ احمدی مرد و خواتین حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور کھڑے ہو کر ملتے۔ حالات دریافت فرماتے۔ پھر خواتین نیچے حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے پاس چلی جاتیں۔ کھانے اور گفتگو میں تقریباً نو بج رہے تھے۔

پریس کانفرنس

حضور سے پریس کانفرنس کی اجازت چاہی جو حضور نے عطا فرمائی۔ خاکسار نے حضور کی خدمت میں خوش آمدید عرض کی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور پریس کے نمائندوں کو لمبی میز کے گرد آبیٹھنے کی دعوت دی۔ محترم شیخ ناصر احمد صاحب نے مترجم کے فرائض ادا کئے۔ مائیکروفون اور لاؤڈ اسپیکر کا بڑا اچھا انتظام تھا۔ آواز نچلی منزل میں بھی جا رہی تھی۔

پریس کانفرنس ازحد دلچسپ تھی۔ اور باوجودیکہ اس کے انتظام کے لئے زیادہ وقت نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ازحد کامیاب رہی۔

اہم روزانہ اخبارات کے نمائندوں کے علاوہ سوئٹزرلینڈ کی پریس ایجنسی کے نمائندہ۔ برن سے ایک سیاسی ایجنسی کے نمائندہ۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ اور فوٹو پریس کے نمائندہ موجود تھے۔

حضور کی پریس کانفرنس کی مفصل روداد محترم چوہدری محمد علی صاحب کی رپورٹ میں آئے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا اصل مقصد پریس کانفرنس سے یہی تھا کہ اس قلب یورپ میں اعلان کیا جائے کہ اسلام کے انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکی نظام اور پھر چینی نظام اپنے اپنے حلقہ میں انقلابات بپا کر چکے ہیں۔ اب انقلاب اسلام کا دور ہے۔ تا روحانی طور پہ یورپ بیدار ہو۔ اور اس کی طرف توجہ کرے۔ اور پہچانے کہ اس کی نجات اسلام میں ہے۔ یہ انقلاب توپ و تفنگ کے ذریعہ نہیں بلکہ محبت کے ذریعہ بپا ہوگا۔ انتہائی دشمن محبت کے ذریعہ جیتے جائیں گے۔ اسلام کی صداقت اُن پر کھلے گی۔ اور ایک سو سال کے اندر یہ انقلاب پنی بلندی و وسعت کو حاصل کرے گا۔ حضور نے بڑے یقین کے ساتھ فرمایا کہ میں اس انقلاب کے عروج کو اپنی نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ ایک عام پریس کانفرنس نہ تھی بلکہ ایک روحانی مائدہ تھا جس سے ہم مستفیض ہوئے۔ ساڑھے دس بج چکے تھے۔ حضور نے شکریہ ادا فرمایا اور کانفرنس برخواست ہوئی۔

اس تقریب کے اختتام پر بعض سوئیس احباب نے اپنے اس تاثر کا اظہار فرمایا کہ حضور جس انداز سے جواب دیتے رہے اس نے بڑا اچھا اثر پیدا کیا۔ ایک بار بھی ٹیڑھے سے ٹیڑھے سوال پر ملال کا اظہار نہ فرمایا۔ لطیف مزاح کی ایسی چاشنی تھی کہ مجلس کشتِ زعفران بنی رہی۔ ہمارے احباب و خواتین کو اس پریس کانفرنس سے بہت خوشی ہوئی۔ نہ صرف ان کے علم میں اضافہ ہوا، بلکہ انہوں نے دیکھا کہ کس طرح ہر سوال کا جواب ہمارے امام کے پاس ہے اور ان الفاظ کے پیچھے مضبوط چٹان کی طرح کا یقین ہے۔

اخبارات میں چرچا

آج ۲ ستمبر کو جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں اٹھارہ اخباروں کے تراشے میرے سامنے ہیں۔ تین اخبارات نے حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ کا فوٹو بھی ساتھ شائع کیا ہے۔ حضور نے خطاب کے دوران ہاتھ کی دو انگلیاں اُوپر اٹھائیں کیمرہ کی آنکھ نے اس نظارہ کو محفوظ کر لیا۔

اخبارات نے مختلف عنوانات کے ساتھ اس رپورٹ کو شائع کیا ہے۔ صحیح تر عنوان احقر کی رائے میں ونٹر تھور (WINTER THUR) کے ایک روزنامہ ڈیر لانڈ بوٹے (DER LAND BOTE) کا ہے، "اسلام کے انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے"

باقی اخبارات نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف حصوں کو اجاگر کیا ہے ایک ہی ایجنسی کی رپورٹ کی ریڈنگ میں بھی نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مختلف حلقوں میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین ناصر الدین حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پہنچی اور ابھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی گونج عرصہ تک فضائے سوئٹزرلینڈ میں ارتعاش پیدا کرتی رہے گی۔

حضور نے مہمانوں اور اپنی جماعت کے احباب کو الوداع کہا۔ بعض کے ساتھ حضور کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ نصف شب ہونے والی تھی۔ حضور نے نمازوں کا ارشاد فرمایا۔ محترم چوہدری خالد اختر صاحب نے اپنی میٹھی آواز میں اذان دی۔ جس کے بعد نمازیں ادا کی گئیں۔

حضور نے ۲۵ اگست کو باہر سیر پر جانے کا پروگرام منظور فرمایا۔ خاکسار کو بھی مشایعت کا حکم ہوا۔ حضور حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ اور ۱۷ دیگر ارکانِ قافلہ پانچ کاروں میں سوار تھے۔ دوپہر کے کھانے کی مہمان نوازی کا شرف محترم سعادت احمد صاحب پراچہ کو حاصل ہوا۔ جو ایک گاؤں میگن (MEGGEN) کے صاف ستھرے ریستوران میں کھایا گیا۔

آج حضور کے قیام کا دوسرا دن تھا۔ آٹھ بجے شب واپس مسجد محمود پہنچے۔ رب سے پہلے نمازیں ادا کی گئیں۔ پھر کھانا کھایا اور سوا گیارہ بجے تک حضور مجلس میں رونق افروز رہے حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ کی صحبت سے خواتین نے فائدہ اٹھایا۔ کتنا انتظار تھا اور کتنی جلدی وقت گذر گیا۔

حضور کی روانگی

۲۷ کی صبح نمودار ہوئی۔ سات بجے سے قبل ہی دونوں منزلوں پر ناشتہ کی میزیں چن دی گئیں سامان کاروں میں رکھا جانے لگا۔ آٹھ بج رہے تھے۔ کاریں تیار تھیں۔ حضور کی روانگی کا وقت آپہنچا۔ حضور نے مسجد کے ہال میں دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اب ہمارے محترم آقا رخصت ہو رہے تھے۔ خدام نے دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ حضور کو الوداع کہنے کیلئے ہم چند ایک خادم زیورک سے باہر تقریباً ۱۵ کیلو میٹر تک حضور کے ہمراہ گئے۔ حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ سلمہا نے خاص طور پر خاکسار کو محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کے ذریعہ بلوایا اور خاکسار نے سلام کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے الوداعی ہاتھ میری طرف بڑھایا میں نے اس پیارے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ پُرنم آنکھوں اور دعاؤں کیساتھ رخصت کیا برادرم امام رفیق صاحب نے کار کو سٹارٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے ساتھ ہو۔

مکرم محمد عزیز صاحب گجراتی درویش وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۱۲ فتح (دسمبر)۔ افسوس کل بوقت ۲ بجے وی۔ جے ہسپتال میں مکرم محمد عزیز صاحب گجراتی درویش وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ رات ہی کو قادیان لایا گیا۔ اور آج دو بجے بعد دوپہر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے احاطہ لنگر خانہ میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں درویشانِ کرام کی بھاری تعداد شریک ہوئی۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ میں مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مرحوم محمد عزیز صاحب کئی ماہ سے بیمار چلے آتے تھے۔ مقامی طور پر ہر چند علاج معالجہ کرنے کے باوجود ان کی بیماری کنٹرول میں نہ آسکی جس کی بنا پر وی جے ہسپتال امرتسر کے سینی ٹوریم وارڈ میں داخل کر دیا گیا۔ مگر بالآخر یہی بیماری آپ کی جان لیوا ثابت ہوئی مرحوم جواں ہمت اور اچھی صحت کے مالک ہوا کرتے تھے۔ اولین درویشوں میں سے تھے۔ باوجود زیادہ تعلیم نہ ہونے کے سلسلہ کی مختلف خدمات دل و جان سے بجالاتے رہے۔ جفاکش، شگفتہ مزاج، محنتی اور سلسلہ کے نہایت درجہ اخلاص رکھنے والے تھے۔ باوجود اپنے والد کا اکلوتا بیٹا ہونے کے تقسیم ملک کے بعد مرکزِ سلسلہ قادیان میں رہ کر دین کی خدمت بجالانے کو ترجیح دی۔ اور بالآخر اپنے مقصد کو پاکر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے سلسلہ کی طرف سے مقررہ ڈیوٹی کے علاوہ زائد وقت میں جلد سازی کا کام کرتے۔ باورچی کا کام بھی اچھا جانتے تھے۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ میں لنگر خانہ میں بڑی محنت اور جفاکشی سے باورچی کا کام کیا اس سے قبل بھی چند سال دوسرے شعبہ میں باورچی کا کام کرتے رہے۔ اپنی حالیہ بیماری سے قبل لنگر خانہ میں مستقل باورچی کی خدمات بجالا رہے تھے۔

مرحوم نے اپنے بعد ایک بیوہ کے علاوہ ۹ بیٹے بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ اور اپنے گھروں میں آباد ہیں جبکہ ان کے چھ بچے قادیان میں ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے آمین۔

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اب احمدیت سے وابستہ ہے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے!
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
(المسیح الموعودؑ)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اسلام کے ظہور سے قبل کا زمانہ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل ملک عرب روحانی۔ اخلاق۔ تمدنی بمعاشرتی اور اقتصادی اعتبار سے ایک پسماندہ ملک تھا۔ وہاں کے باشندے اُمّی وان پڑھ اور غیر متمدن وغیر مہذب تھے۔ بت پرستی اور مشرکانہ رسوم و بدعات نے ان کو آستانہ اُلوہیت سے دُور پھینک دیا تھا۔

دوسری طرف ملک عرب کے شمال مشرق میں سلطنتِ فارس (کسریٰ کی حکومت) اور شمال مغرب میں سلطنتِ روما (قیصر کی حکومت) دو وسیع، طاقتور، متمدن و مہذب حکومتیں تھیں۔ سلطنت فارس میں بسنے والے بُت پرست و مشرک تھے۔ اور سلطنتِ روما کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ مگر ان میں سے کوئی حکومت بھی ملک عرب اور عربوں کی تہذیبی تمدنی حالت کو دیکھ کر اِن کو اپنی رعایا بنانے کو تیار نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ملکِ عرب میں طوائف الملوکی تھی۔ نہ ان کے اندر کوئی اجتماعی نظامِ حکومت تھا اور نہ ہی اپنی تہذیبی و معاشی و اقتصادی ترقی کے لئے کوئی پروگرام۔

تیسری طرف اس وقت یورپ "DARK AGE" "تاریکی کے عہد" میں سے گزر رہا تھا۔ یورپ کا یہ "عہدِ ظلمت" کا زمانہ پانچویں صدی عیسوی سے دسویں صدی عیسوی تک ممتد ہے۔ یہ کئی سو سال کا زمانہ یورپ میں کلیسیا کی مذہبی آمریت اور جاگیرداری۔ مذہبی تعصبات۔ حکومتی مظالم، انتہائی وحشت اور جہالت اور توہمات کا زمانہ تھا۔

اسلام کا ظہور

ایسے نازک دور میں جو الفاظِ قرآنی "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" کی عملی تصویر تھا، چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں یعنی ۵۷۰ء میں بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکِ عرب کے شہر مکہ میں پیدائش ہوئی ہے اور ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو اس ارشاد "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" کے ساتھ تمام نسلِ انسانی (بلالحاظ ملک و قوم اور رنگ و نسل) کی طرف اپنا رسول اور پیغامبر بنا کر مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جس قدر انبیاء و مرسلین دنیا میں آئے، اُن کے پیغامات اور شرائع محدود قوموں محدود علاقوں اور محدود زمانوں کے لئے تھے۔ مگر اسلام کا پیغام ایک عالمگیر پیغام تھا۔ اس کی دعوت و تبلیغ کسی ایک قوم یا نسل یا طبقہ یا خطے کے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ بلکہ کل عالمِ انسانیت سے خطاب تھا۔

اسلام کے ذریعہ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب

چونکہ اسلام نے ہی سب سے پہلے مساواتِ انسانی اور اخوتِ عامہ کا پیام دیا۔ اور اس کی تعلیمات میں سادگی مگر عالمگیریت۔ اور اس کے روحانی و ذہنی اندازِ فکر میں انتہائی وسعت اور ہمہ گیری تھی اس لئے اس پیغامِ حیات نے ایک جادو کا سا اثر دکھایا۔ اور اس پیغام پر نہ صرف لبیک کہنے والے بلکہ اس کی خاطر جان و مال اور عزیز و اقارب کی قربانی دینے والے ہر طبقہ کے لوگ تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملک عرب میں ایک عظیم الشان روحانی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور معاشرتی انقلاب برپا ہوگیا۔ اور ایک وسیع اسلامی سلطنت کی داغ بیل بھی ڈال دی گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصدِ بعثت میں شاندار طور پر کامیاب و کامران ہوئے۔ جس کا اعتراف غیر مسلم مستشرقین کو بھی ہے چنانچہ ریورنڈ باسورتھ اسمتھ ایم۔ اے رقم طراز ہیں:-

"By a fortune absolutely unique in history, Muhammad is a three-fold founder - 'of a nation' 'of an empire' 'and of a religion ..... and is revered to this day by a sixth of the whole human race as a miracle of purity, of style, of wisdom and of truth."

کہ تاریخ میں یہ ایک بالکل انوکھا اتفاق ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں کے بانی ہیں۔ ایک قومیت کے۔ ایک سلطنت کے اور ایک مذہب کے۔ اور دنیا کا چھٹا حصہ آپ کو، ان صفاتِ حسنہ سے متصف ہونے کی وجہ سے کہ آپ عفت و پاکیزگی۔ اخلاق و اطوار عقلمندی و ذہانت اور دیانت داری اور راستبازی کا مجسمہ ہیں، عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۲ - مسٹر نولڈکے جرمن مستشرق رقمطراز ہیں:-
"Most successful of all prophets and religious personalities."
(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا زیر لفظ "قرآن")
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان ہیں۔

اسلام کی شاندار ترقی اور عروج

اسلام کا یہ نور جو مکہ میں ظاہر ہوا، عرب میں پھیلا اُس نے وہاں ایک روحانی و نورانی انقلاب پیدا کیا۔ ان لوگوں کے عقائد و خیالات۔ اندازِ فکر اور عمل کو بدل ڈالا۔ اس کی برکت سے غیر متمدن و غیر مہذب عرب دُنیا میں تہذیب و تمدن کے بانی بنے۔ اونٹوں کے چرانے والے بادشاہ بن گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں ۲۵ سال کے اندر ۶۳۲ء میں عربوں نے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو جو سلطنت اسلامیہ سے متصادم ہوئیں، مفتوح و مغلوب کر کے ایران۔ شام۔ مصر اور آرمینیا کو ملا کر ایک نئی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اور پھر ساتویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک اسلام کا ایک مشترکہ تہذیبی نظام بحر اوقیانوس کے ساحل سے لے کر بحرِ ہند اور دوسری طرف دریائے جیحون تک پھیلا ہوا تھا۔ آٹھویں صدی کے نصفِ اول میں عالمِ اسلام یورپ میں اسپین۔ سسلی اور افریقہ اور ایشیا پر محیط تھا۔ اور مسلمانوں کی مذہبی سیاسی۔ سماجی اور تہذیبی وحدت حیرت انگیز تھی۔

اسلامی دُنیا کا سنہری زمانہ

جب عربوں نے ایران و شام پر قبضہ کیا تو انہیں وہاں علوم یونان کا ایک ذخیرہ ملا۔ انہوں نے سُریانی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کروایا۔ خود یونانی سیکھی۔ اِس طرح عربی زبان یونانی علوم کی محافظ بن گئی۔ پانچ سَو برس تک یونان و روم کے علوم مدارس میں عربوں کے ذریعہ پڑھائے جاتے رہے۔ نویں صدی عیسوی کا عہد اسلامی دنیا کا "سنہری زمانہ" قرار دیا جاتا ہے۔ اِس دور میں عربوں نے اپنے تجربات و انکشافات کے ذریعہ سے ہی علم کو ترقی نہیں دی بلکہ دار العلوموں اور لائبریریوں کے قیام۔ تصانیف کی اشاعت اور عالموں کی سرپرستی کے ذریعہ علوم کی اشاعت کی۔ اس زمانہ میں بغداد۔ بصرہ۔ اسپین میں قرطبہ غرناطہ اور طلیطلہ علوم کے مرکز تھے۔ ہر فن و علم میں باکمال حضرات موجود تھے۔ جب دسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کا تمدن اندلس میں اعلیٰ پیمانہ پر تھا تو اس وقت یورپ نیم وحشی حالت میں تھا۔ گیارہویں اور بارہویں صدی میں جو عیسائیوں میں علم کے حصول کی اُمنگ پیدا ہوئی تو انہوں نے عربوں کی طرف ہی رجوع کیا۔ فلسفہ۔ طب۔ علمِ ہیئت۔ جغرافیہ۔ کیمسٹری۔ تاریخ۔ طبعیات۔ الغرض علم کی ہر شاخ کے متعلق اسلامی یونیورسٹیوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔ یعقوب کندی۔ ابو نصر فارابی۔ بوعلی سینا۔ حضرت امام غزالیؒ۔ حضرت ابن عربیؒ۔ علامہ ابن رُشد۔ علامہ فخر الدین رازی۔ اسی آسمانِ حکمت کے روشن اور درخشندہ ستارے تھے، جنہوں نے یورپ کے اندر بھی عقل و علم کی مشعلیں روشن کیں۔

یورپ کی نشأۃِ ثانیہ کا آغاز

چونکہ عربوں نے نہ صرف خود علوم و فنون کو سیکھا اور ترقی دی بلکہ دوسروں کے اندر بھی علوم و فنون کے حصول اور ترقی کا جذبہ پیدا کیا۔ ریسرچ اور اکتشافات کی حوصلہ افزائی کی۔ تو اس علم کے نور کی شعاعیں اسپین اور سسلی کے راستے فرانس اور اٹلی اور دوسرے ملکوں میں بھی پہنچیں۔ اور یہ عرب مسلمانوں کے علمی و عقلی مزاج کا ہی اثر تھا کہ گیارہویں سے چودھویں صدی عیسوی تک کلیسیا کا پہرہ یورپی عیسائیوں کے قلوب و اذہان سے دُور ہونے لگا۔ پندرہویں صدی کے وسط میں جب عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا تو یونانی علماء ترکِ وطن کر کے اپنے کتب خانوں سمیت اٹلی۔ وسط یورپ اور مغرب میں جا پہنچے تو رفتہ رفتہ

یورپ میں سائنس اور فلسفہ کی ترویج ہوئی۔ اور سارے علاقہ میں ایک نئی ذہنی تحریک ابھری۔ جس سے کلیسیا کی دیواریں ڈولنے لگیں۔ پس چھ سو ۶۰۰ سال قبل یورپ نے جس طرز حیات کو عیسائی مذہب اور یونانی رومی تہذیب کے اثر سے اپنایا۔ اور اسے نشوونما دینی شروع کی۔ وہی زمانہ یورپ کی "نشأۃ ثانیہ" یا عہد جدید (MODERN AGE) کا آغاز کہلاتا ہے۔ جب مشاہدے، تجربے اور عقل کی قوتوں کو آزادی مل گئی ذوقِ حیات اور جوشِ عمل کے سوتے کھل گئے اور اہلِ یورپ علم طبعی کی تسخیر اور ایک نئی جاندار تہذیب کی تعمیر میں مصروف ہوگئے۔ علم کا مقصد قوائے فطرت کی تسخیر۔ اجتماعی زندگی کی تنظیم اور مادی آرام و آسائش کے اسباب کی فراہمی قرار دیا گیا۔ فرد کو مذہبی آزادی ملی۔ وہ خود اپنی تقدیر کا معمار قرار پایا۔ تب اہلِ یورپ نے علوم و فنون اور صنعت و حرفت کو خوب ترقی دی علم ہیئت۔ ریاضی۔ ہندسہ۔ طبعی۔ طب۔ جراحی۔ دواسازی۔ ادب۔ فنونِ لطیفہ اور صنعتی پیداوار کو خوب ترقی دی۔ اس طرح مغربی اقوام مادی آرام و آسائش سے مالامال ہوگئیں۔ مگر یورپ اپنی نشأۃ ثانیہ اور مادی ترقی کے لئے مسلمانوں کا ہی مرہونِ منت ہے، جنہوں نے ان کو علوم و فنون کی ترقی کی شاہراہ کی طرف رہنمائی کی اور مدد بھی دی۔ چنانچہ رابرٹ بریفالٹ اپنی کتاب "MAKING OF HUMANITY" (تعمیر انسانیت) میں رقم طراز ہیں:۔

"یورپ کی تہذیب اور تمدن کا احیاء پندرہویں صدی میں نہیں بلکہ اس سے پہلے عربوں اور مسلمانوں کے زیر اثر ہوا۔ اٹلی نہیں بلکہ اسپین، یورپ کی نشأۃ ثانیہ کا گہوارہ تھا۔ یورپ اخلاقی اور تمدنی پستی اور بربریت کی گہرائیوں میں تدریجاً گرتے گرتے جہالت اور ذلت کی عمیق ترین تاریکیوں میں مبتلا تھا۔ جب اسلامی دنیا کے بڑے بڑے شہر بغداد قاہرہ۔ طلیطلہ اور قرطبہ علوم تہذیب و تمدن کے ترقی پذیر مرکز تھے۔ انہی مرکزوں میں وہ زندگی کی روح پیدا ہوئی جس نے بعد میں انسانی ارتقاء کی ایک نئی شکل اختیار کی۔ اس وقت سے ہی جب اسلامی تہذیب کا اثر محسوس ہونا شروع ہوا۔ دنیا میں ایک نئی زندگی کی رَو پیدا ہونی شروع ہوئی...... مسلمانوں نے جو سائنس پر احسان کیا وہ یہ نہیں کہ انہوں نے اس بارہ میں حیران کن انکشافات کئے یا نئے انقلابی اصول قائم کئے۔ سائنس اس سے بہت زیادہ باتوں کے لئے اسلامی تہذیب کی مرہونِ منت ہے وہ تو اپنی زندگی اور حیات کے لئے اسلامی تہذیب کی زیر بار احسان ہے۔

"قبل از زمانہ اسلام" کی دنیا کو "قبل از زمانہ سائنس" کی دنیا کہنا چاہیئے۔"

مسلمانوں کے دورِ انحطاط کا آغاز

تیرہویں صدی عیسوی سے مسلمانوں کا وہ دور شروع ہوا جسے مجموعی طور پر "دورِ انحطاط" کہا جاسکتا ہے۔ جب منگول حملہ آوروں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی نے خلافتِ عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔ اور عالمگیر اسلامی معاشرے کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ متعدد مقامی معاشروں میں بٹ گیا۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف باہمی علمی اور تہذیبی روابط میں کمی آگئی تو دوسری طرف مسلمانوں کے ذہنی زاویۂ نظر میں تنگی اور فکر میں سطحیت وغیرہ پیدا ہوگیا۔

اسلامی دنیا اور مغربی یورپ کے ثقافتی تعلقات پندرہویں صدی کے وسط تک اسپین کے ذریعہ قائم تھے۔ لیکن جب اسپین میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور عیسائی برسرِ اقتدار آگئے، تو ایک طرف انہوں نے مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکالا۔ اور دوسری طرف اسلامی تہذیب و تمدن کے آثار کو مٹانا شروع کر دیا۔ اس طرح سارا یورپ مسلمانوں سے خالی ہوگیا۔ مسلمان فلاسفر اور مسلمان سائنس دان زیرِ خاک ہوگئے۔ نہ صرف عالمِ اسلام کی شوکت و سطوت کو صدمہ پہنچا بلکہ اسلامی علوم و فنون کی ترقی وارتقاء کا کام بھی درہم برہم ہوگیا۔ دوسری طرف مغربی اقوام نے نہ صرف سائنس اور صنعتی میدان میں ترقی کی بلکہ سیاست پر بھی چھاگئیں۔

اس کے باوجود بھی مشرق و مغرب کا تھوڑا بہت تعلق عرب کے ذریعہ قائم تھا۔ مگر جب واسکوڈی گاما نے راس امید کا بحری راستہ دریافت کرلیا تو مغرب کی تجارت عرب ممالک کو چھوڑ کر اس نئے راستہ سے ہونے لگی۔ اور عربوں کے مغربی دنیا سے تجارتی و ثقافتی تعلقات ختم ہونے لگے۔

اب صرف ترکی میں سلطنتِ عثمانیہ باقی تھی۔ مگر صلیبی جنگوں کی وجہ سے مغربی دنیا سے ثقافتی روابط قائم نہ رہ سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرہ نمائے عرب معاشی کساد بازاری اور ذہنی علیحدگی کا شکار ہوگیا۔ اور اس کے برعکس یونانی علماء قسطنطنیہ سے جو علمی خزانہ لے گئے اس سے انہوں نے اطالیہ اور یورپ کو مالامال کر دیا۔ ان کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی نئی راہ پر لگا دیا۔ وہ لوگ عالمِ اسلام کو چھوڑ کر آگے بڑھتے رہے۔ ہندوستان کے سوا (جہاں سلطنتِ مغلیہ قائم تھی) باقی ہر جگہ مسلمانوں کا ذہن علیحدگی کی بند ہوا میں گھٹ کر جمود میں مبتلا ہوگیا۔

عمرانیات و تاریخ کی متفقہ شہادت ہے کہ جب دو تہذیبوں کا ایک دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے تو اُن میں سے جو صحت مند ہوتی ہے اس کی تخلیقی قوتیں ابھرتی ہیں اور اس میں نئی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی صحت مند تہذیب بھی مدتوں ایک حصار میں بند رہے تو اس کے ذہن میں بھی جمود طاری ہوجاتا ہے اور انحطاط شروع ہوجاتا ہے۔

پس اب سے قریباً چھ سو سال قبل سے ایک طرف یورپ میں "نشأۃ ثانیہ" اور دوسری طرف مسلمانوں کے "دورِ انحطاط" کا آغاز ہوا ہے۔ اس عرصہ میں اہلِ یورپ (جس میں امریکہ بھی شامل ہے) نے صنعتی نظام اور مادی پیداوار کی شکل میں ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ان کے ہوائی جہاز اور خلائی جہاز ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ اور اس کے بالمقابل عالمِ اسلام ایک نازک دور سے گذر رہا ہے۔ کر اس کے پیرو بحیثیت مجموعی طاقت۔ علم اور دولت میں اس قدر کم مایہ ہیں کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھے مسلمان مادی اور ذہنی طور پر پسماندگی کا شکار ہیں۔ نہ صرف ان کی دنیوی زندگی بلکہ مذہبی زندگی پر بھی جمود و افسردگی طاری ہے۔ اور وہ عصرِ جدید کے مقابل پر "احساسِ کمتری" کا شکار ہیں۔ اگر بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے مسلمان اگر علم و حکمت کی شمع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تو آج یورپ میں سائنس کی جو ترقی ہوئی ہے وہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں اسلامی اقدار کو نقصان پہنچائے بغیر ہوتی۔

مسلمانوں کا عروج وزوال

یہ ایک حقیقت ہے کہ عالمِ اسلام کا عروج و زوال اتفاقی امر نہیں۔ مسلمانوں کا عروج اُس پیغامِ حق پر ایمان لانے اور روحانی و اخلاقی بصیرت بہتر آنے کی وجہ سے تھا۔ اور ان کا زوال نتیجہ ہے ان کے ضعفِ ایمان اور کمزوریٔ عمل کا۔ اتحاد کا نقطۂ مرکزی "خلافت" ختم ہوچکی ہے۔ حوصلے پست ہوگئے ہیں۔ عقل و ہمت کو اپنے حاکمانہ تصرف میں لانے کی قوت نہیں۔ عصرِ جدید کے مقابل پر احساسِ کمتری کا شکار ہیں۔

جب اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں مغربی ملکوں نے عالمِ اسلام پر سیاسی اور تہذیبی حملے شروع کئے تو مسلمانوں کا ذہنی جمود ٹوٹا۔ مگر قریباً ڈیڑھ سو سال سے ساری دنیا کے مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہماری کمزوری کا اصل روگ ضعفِ ایمان۔ ضعفِ عقل اور کم علمی نہیں بلکہ سیاسی قوت کی کمی ہے۔ اس لئے عصرِ جدید کے تہذیبی تصادم کے وقت ان کی ساری توجہ اور کوشش حکومت و اقتدار یا اس کی توسیع پر خرچ ہوتی تھی۔ اور ہر اصلاحی تحریک مسلمانوں کی توجہ کو سیاست کی طرف موڑ دیتی تھی۔ چنانچہ عبدالوہاب نجدی کی احیاءِ مذہب و معاشرت کی تحریک۔ سید جمال الدین افغانی کی تحریک جس کو اُن کے شاگرد مفتی محمد عبدہٗ نے پروان چڑھایا۔ حسن بناء (مصر) کی "اخوان المسلمین" کی تحریک۔ اس دعویٰ کا عملی ثبوت ہیں۔

ہندوستان میں سرسید احمد خان صاحب کی مذہبی اور ذہنی تجدد کی تحریک اٹھی تاکہ مذہب اسلام کو عیسائی مشنریوں کے حملے سے بچایا جائے۔ مگر سرسید احمد خان صاحب کی تحریک اعتذاری رنگ اپنے اندر رکھتی تھی۔ انہوں نے مذہب اسلام اور علمِ طبعی میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے اسلامی تعلیمات کی ایسی نئی تعبیر و تاویل پیش کی جو اسلام کے بنیادی عقائد کے ہی خلاف تھی۔ اس لئے یہ تحریک بھی مسلمانوں کو ابھارنے اور ان کو کفر کی چیرہ دستیوں کے مقابلہ میں کامیابی سے ہمکنار نہ کرسکی۔ چونکہ عصرِ جدید کا مقابلہ کرنے کے لئے عالمِ اسلام میں جو تحریکیں اٹھیں وہ انسانوں کے اپنے ذہنوں کی پیداوار تھیں، کسی کی بنیاد "الہامِ الٰہی" پر نہ تھی اس لئے وہ تحریکیں بالآخر کامیاب نہ ہوسکیں۔

اسلام پر چوطرفہ حملہ

مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی علمی و عملی کمزوری کو دیکھ کر انیسویں صدی عیسوی میں مغربی فلسفہ اور عیسائیت نے اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف خاص طور پر چڑھائی کی۔ اس کا دائرہ اثر دنیا پر محیط تھا۔ انڈونیشیا سے افریقہ تک تمام مسلم ممالک ان کی زد میں تھے۔ اب کے زیادہ دباؤ مشرقِ وسطیٰ کی بجائے متحدہ ہندوستان پر پڑا۔ جہاں عیسائی مشنریوں نے مسلمانوں کے مذہبی۔ اخلاقی اور سیاسی انحطاط سے فائدہ اٹھایا۔ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اور پھر برطانوی تاج کی سرپرستی میں عیسائیت کا وسیع جال پھیلا دیا۔ امریکن مشن۔ لنڈن مشن۔ میتھوڈسٹ چرچ۔ لوتھر چرچ وغیرہ غرضکہ لاتعداد کلیساؤں نے پورے برّصغیر کو نرغہ میں لے لیا۔ اور بے شمار مسلمانوں کو عیسائی بنالیا۔ پادری عمادالدین۔ فتح مسیح۔ احمد مسیح۔ صفدر علی وغیرہم سب مسلمان تھے جو عیسائی ہوئے۔ عیسائی اپنی حیرت انگیز کامیابیوں پر خوش ہو رہے تھے۔ چنانچہ:۔

مشہور امریکن پادری مسٹر جان ہنری بیروز دنیا اور ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرکے عیسائیت کی عالمِ اسلام میں کامیابی اور خوش آئند مستقبل کے بارے میں فخریہ لیکچر دے رہے تھے۔ اور مکہ و مدینہ پر بھی عیسائی پرچم لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔

(ملاحظہ ہو بیروز لیکچرز)

اُدھر ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کو ملیچھ سمجھ کر اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ برہمو سماج اور آریہ سماج جیسی جارحانہ تحریکوں سے وابستہ ہوکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور اسلام کا حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس ارشاد

کا مصداق تھا ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کے "اکابرین" اسلام کی ناگفتہ حالت پر نوحہ خوانی بلکہ مرثیہ خوانی کر رہے تھے۔ اور کسی میں یہ ہمت و حوصلہ نہ تھا کہ اس چو طرفہ حملہ کا مردِ میدان بن کر مقابلہ کرتا۔ مسدسِ حالی کا مطالعہ کیجئے اس زمانہ کی حالت کا نقشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

ایسے نازک دور میں اللہ تعالیٰ نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ کے لئے بدیں الفاظ مبعوث فرمایا:-

"اُٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۴۰۹)

حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:-

(ا) "اسلام کا غلبہ جو حُججِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ مقدر ہے۔"
(براہینِ احمدیہ صفحہ ۵۱۲ حاشیہ)

(ب) "اے مسلمانو! اگر تم سچے دِل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرتِ الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا ہے۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی بلکہ یہ وہی صبحِ صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی ہے۔" (ازالۂ اوہام)

(ج) "مَیں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کوئی عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے۔ اور زندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔" (لیکچر زندہ رسولؐ)

بعثتِ مسیح موعودؑ کے شاندار روحانی نتائج

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی بعثت کے بعد اسلام کی صداقت و حقانیت کو نہ صرف دلائل و براہین سے بلکہ خدائی نشانات و معجزات سے ثابت و ظاہر فرمایا۔ اور آپ نے تمام مذاہب و ادیان کے نمائندگان کو اس مذہبی میدان میں روحانی مقابلہ اور نشان نمائی کی دعوت دی۔ مگر بقول حضورؑ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

اور یہ امر واقعہ ہے کہ آپ نے اس روحانی میدان میں اسلام کی نہ صرف شاندار مدافعت کی بلکہ عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو جو اسلام پر حملہ آور تھے شکستِ فاش دی۔ جس کا اعتراف مخالفینِ احمدیت کو بھی ہے۔ چنانچہ

(۱)۔ مولانا سید حبیب مدیر "سیاست" لاہور اپنی کتاب "تحریکِ قادیان" میں رقمطراز ہیں:-

"اس وقت کے آریہ اور مسیحی اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اِکے دُکے جو عالمِ دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموسِ شریعتِ حقہ کے تحفظ میں مصروف ہوگئے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اُترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اُپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا……
مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس مقصد کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اور مخالفینِ اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔"
(تحریکِ قادیان صفحہ ۲۰۹)

(۲)۔ مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی وفات پر لکھا:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابل میں زبان کو کھول سکتا…… اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا تھا۔ اور واقعی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔"
(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ احمدیت سے وابستہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر ثابت ہو رہا ہے عیسائیت کی پیش قدمی نہ صرف رُک گئی ہے بلکہ یہ تحریک رجعتِ قہقری میں مبتلا ہے۔ اب یورپین ملکوں میں اسلامی مشنوں کا قیام ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک طرف قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے تو دوسری طرف ہزارہا عیسائی اور اُن کے زیرِ اثر اسلام کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں۔ موجودہ صدی کے عالمی شہرت رکھنے والے مصنف جورج برنارڈ شا کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کے اصلاح شدہ اسلام کو اس صدی کے اختتام پر قبول کرے گی۔ مَیں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ ہی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی ایک مذہب بدلتے ہوئے زمانہ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے دُنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیش گوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہیئے۔"

احمدیت کا روشن مستقبل

پس اب اسلام اپنی ترقی و احیاء کے لئے کسی دنیوی اور مادی ہتھیار یا کسی سیاسی تحریک کا محتاج نہیں۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ احمدیت سے وابستہ ہے۔ احمدیت کے پیش کردہ دلائل و براہین اور اس کی تائید میں خدائی نشانات و معجزات لوگوں کے طبائع اور قلوب میں ایک نیک تغیر پیدا کر رہے ہیں اور اس پاکیزہ تغیر کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنے سلسلہ کے روشن مستقبل کی بدیں الفاظ بشارت دی ہے کہ:-

—— (ا) ——

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

—— (ب) ——

"مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"
(اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء)

—— (ج) ——

"مَیں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔" (تذکرہ)

—— (د) ——

"مَیں اپنی جماعت کو رشیاء کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"
(ضمیمہ تذکرہ صفحہ ۸۱)

ہم بارگاہِ ربّ العزت سے پُرامید ہیں کہ اسلام کا یہ شاندار غلبہ جس کا آغاز احمدیت کے قیام کے ذریعہ ہو چکا ہے مستقبل قریب میں ہی دکھلائے گا۔ وما ھو علی اللہ بعزیز۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس روحانی تحریک سے وابستہ ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین۔

وِلادت و کامیابی

خاکسار کے ہاں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۷۲ء کو چوتھی لڑکی تولد ہوئی ہے نیز خاکسار اور خاکسار کا لڑکا تاج الدین احمد "VIDVAN HINDI" امتحان میں درجہ دوم میں کامیاب ہوئے ہیں الحمد للہ۔

احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور ہماری کامیابی کو موجبِ برکت۔ مبلغ پانچ روپے اعانتِ بدر کے لئے ارسال ہیں۔

خاکسار عبد النبی ہندی پنڈت گوری (؟) بیٹھ (اڑیسہ)

آخری قسط

دجّال۔ اور۔ یاجوج ماجوج کی حقیقت

اُن کے عروج و زوال کی تفصیل

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی مقیم قادیان

"یدا یدا ہی دھرسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیتھانم ادھرمسیہ تداتمانم سرجامیہم
پری تراناے سادھونام وناشائے چہ دشکرتام
دھرم سنستھاپنارتھائے سنبھوامی یُگے یُگے"

اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب بھی دنیا میں گمراہی اور ضلالت پھیلتی ہے، اور انسان خدا تعالیٰ سے منہ موڑ کر دنیا ہی میں مبتلا ہو جاتا ہے تب ان کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ اپنے کسی مامور کو بھیجتا ہے۔ اس مامور کی آمد پر وہ لوگ جو نیک فطرت رکھتے ہیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سایہ کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور جو لوگ آنے والے مامور کی آواز پر کان نہیں دھرتے بلکہ انکار کر دیتے ہیں ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب مقدر ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر وہ تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ سری کرشن جی مہاراج جو بھارت میں آنے والے ایک مہان اوتار تھے انہوں نے بھی اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کے اشلوک میں نے مضمون کے شروع میں درج کئے ہیں۔ ان اشلوکوں کا اُردو ترجمہ ایک شاعر نے یوں کیا ہے ؎

ہو جاتا ہے دھرم کو جب ہوئے زوال
پاجاتا ہے ادھرم جب اوجِ کمال
اس وقت ہُوا کرتا ہوں میں بھی ظاہر
لئے نر جیر ورت کی باغبانی کے نہال
جو نیک ہیں ان سب کو بچانے کے لئے
جو بد ہیں تو صفا ان کی مٹانے کے لئے
ظاہر ہر ایک یگ میں ہوتا ہوں میں
دُنیا کو دھرم پر چلانے کے لئے

قرآن مجید نے بے شمار ایسی قوموں کا تذکرہ کیا ہے جو ناز و نعمت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ لیکن خدا کو بھول چکی تھیں۔ ان کی اصلاح کے لئے جب اللہ تعالیٰ کے انبیاء آئے تو انہوں نے ان کا انکار کیا باوجودیکہ یہ قومیں ظاہری لحاظ سے طاقتور تھیں لیکن خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء و مامورین کے انکار کی وجہ سے ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم عاد۔ ثمود۔ اصحاب الایکہ۔ قوم تبّع۔ اصحاب الرس وغیرہ قوموں کا تذکرہ قرآن مجید میں ملتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے کی وجہ سے مختلف عذابوں سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔

جس طرح کسی زمانے میں عاد و ثمود قومیں بڑے عروج پر تھیں اسی طرح اس زمانہ میں دجّال۔ یاجوج اور ماجوج پورے عروج پر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو بھول کر صرف اور صرف دنیا پر گر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے امام دوراں مہدی آخر الزمان کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور انہوں نے اور اُن کی قائم کردہ جماعت نے ان ترقی یافتہ اقوام تک قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم پہنچانے کا انتظام کر دیا ہے۔ اور ان پر اتمام حجت کی جا رہی ہے۔ خدائی نوشتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجّال یاجوج اور ماجوج وقت کے مامور پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور قدیم سنتِ الٰہی کے مطابق بالآخر تباہی کا شکار ہو جائیں گے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے جو یہ ہے:۔

ونقل الحافظ ابو عمرو بن عبد اللّٰہ الاجماع علیٰ انھم من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وان النبی سئل عن یاجوج وماجوج ھل بلغتھم دعوتک فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم جزت علیھم لیلۃ اسری بی فدعوتھم فلم یجیبوا۔

(الکوکب الاجوج مصنفہ علامہ احمد بن عبد الرحمان اسقاف مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵)

ترجمہ:۔ حافظ ابو عمرو بن عبد اللہ نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاجوج اور ماجوج کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کی دعوت ان کو پہنچی ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسراء کی رات میں ان کے پاس سے گذرا اور میں نے دعوت دی لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا۔ (یعنی وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہو جاتی ہے:۔

(الف)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء کا یاجوج اور ماجوج سے بھی تعلق ہے۔

(ب)۔ مسیح موعودؑ کا ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہورِ ثانی ہے۔ کیونکہ مسیح موعودؑ یاجوج و ماجوج کے خروج کے وقت مبعوث ہوں گے۔ اور یاجوج و ماجوج کو دعوتِ اسلام دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُن کے خلفاء کرام نے یاجوج و ماجوج کو اسلام کی دعوت دی ہے اور دے رہے ہیں۔ اور ابھی ہی میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کا دورہ فرمایا اور اس سکیم پر غور فرمایا کہ کس طرح قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم یورپ کے ہر گھر میں پہنچائی جائے۔

(ج)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسراء کا تعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ سے ہے۔ یاجوج و ماجوج کو دعوتِ اسلام نشأۃِ ثانیہ میں دی جا رہی ہے۔

(د)۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ یاجوج و ماجوج کا بیشتر حصّہ دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی صراحت فرما دی ہے کہ ان کی دعوت کو قبول نہ کرنے والے جن میں یاجوج اور ماجوج خصوصیت سے شامل ہیں بالآخر مختلف عذابوں سے تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"ذوالقرنین کے زمانہ میں ہے جو مسیح موعود ہے، ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اٹھے گی۔ اور جس طرح ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے ایک دوسرے پر حملہ کریں گے۔ اتنے میں آسمان پر قرنا پھونکی جائے گی یعنی آسمان کا خدا مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک تیسری قوم پیدا کرے گا اور ان کی مدد کے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے گا۔ یہاں تک کہ تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دے گا۔ اور وہ مسیح موعود کی آواز سُنیں گے اور اس کی طرف دوڑیں گے تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلّہ ہوگا۔ اور وہ دن بڑے سخت ہوں گے اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کرے گا۔ اور جو لوگ کفر پر اصرار کرتے ہیں وہ بباعث طرح طرح کی بلاؤں کے عذاب کا مونہہ دیکھیں گے خدا فرماتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں میرے کلام سے پردہ میں تھیں۔ اور جن کے کان میرے حکم کو سن نہیں سکتے۔ کیا ان منکروں نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ امر سہل ہے کہ عاجز بندے کو خدا بنا دیا جائے ...... اس لئے ہم ان کی ضیافت کے لئے اسی دُنیا میں جہنم کو نمودار کریں گے۔ یعنی بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہوں گے۔ اور یہ سب نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی پر گواہ ہوں گے۔

پھر دوسری آیت میں فرمایا وعرضنا جھنم یومئذٍ للکافرین عرضًا اور اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کے سامنے ہم جہنم پیش کریں گے۔ یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کریں گے۔ جو جہنم کا نمونہ ہوں گے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ان عذابوں کی تفصیل آپ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"یاد رہے خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند اور پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا کبھی ان میں آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ پر ان کا نشان نہیں ملے گا ...... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ

میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے .... یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھو گے اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷)

پھر فرمایا:-

"اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں۔ بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی۔ اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا۔ اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کریں"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت حزقیل نبی کی پیشین گوئی کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی ہے کہ ایک وقت آئے گا جب حکومتوں اور بادشاہوں کا اجتماع ہوگا۔ اور یہ ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔ اور بڑی خوفناک عالمگیر جنگ ہوگی اور اس عالمگیر جنگ کا مرکز ملک شام ہوگا۔ یہ اہم پیشین گوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضؓ کی زبان سے سنئے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"اور دُنیا میں ایک حشر برپا ہوگا وہ اوّل الحشر ہوگا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔ اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور ان تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! (پیر سراج الحق صاحب نعمانی کو حضورؑ نے مخاطب کر کے فرمایا ہے) اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا"۔

(تذکرۃ المہدی مصنفہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی حصہ دوم صہ ۲ بحوالہ تذکرہ ایڈیشن دوئم صہ ۷۹۵)

(موعود لڑکے کی وضاحت آئندہ سطور میں کی جا رہی ہے)

اس پیشگوئی سے صاف ظاہر ہے کہ عالمگیر جنگ کا تعلق ملک شام سے ہے۔ گویا عرب اسرائیل کی جنگ ہی بالآخر عالمگیر لڑائی کا پیش خیمہ بن جائے گی۔ اور انہی کی جنگ کے آخر میں سیدنا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق دجّال نے شامل ہو کر اس لڑائی کو عالمگیر جنگ میں تبدیل کرنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء کا ایک رؤیا ہے جو "الانذار" کے نام سے ۱۹۴۶ء میں ہی شائع ہو چکا ہے۔ اس رؤیا میں کچھ عرب بادشاہ آپ کو دکھائے گئے ہیں اور ان کا ایک اور قوم کے فرد کے ساتھ معاہدہ ہوتا دکھایا گیا ہے۔ عرب بادشاہ قریباً ۸-۹ ہیں اور اُن کے بالمقابل فریقِ ثانی جس کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے وہ مفتی محمد صادق صاحب رضؓ کی صورت میں آپ کو دکھایا گیا ہے۔ رؤیا میں اس معاہدہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ یہ توجہ دلاتے ہیں کہ اس معاہدہ میں یہ امر لکھا جانا چاہیئے کہ اگر کوئی فریق اس معاہدے کو توڑے گا تو ہم سب مل کر اس کی مخالفت کریں گے۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اس شرط کا لکھا جانا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن فریقِ ثانی نے (جو مفتی محمد صادق صاحب کی صورت میں آپ کو دکھایا گیا) اس شرط کو ماننے سے انکار کیا ہے عرب بادشاہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ شرط معاہدے میں لکھی جائے۔ لیکن فریقِ ثانی کے شدید انکار کی وجہ سے وہ بھی تردد میں پڑ گئے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ عرب اسرائیل کی موجودہ جنگ میں جو معاہدۂ جنگ بندی ہوا ہے اس رؤیا میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ معاہدہ دراصل امریکہ کے زور دینے پر ہوا ہے۔ اس لئے اصل معاہدہ کرنے والا امریکہ ہی ہے۔ وزیر خارجہ امریکہ مسٹر کیسنجر کی بھاگ دوڑ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ مکرم حضرت مفتی محمد صادق صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے امریکہ کے سب سے پہلے مبلغ رہے ہیں۔ ان کی صورت میں امریکی نمائندہ حضرت صاحبؓ کو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔

۱۹۷۳ء کی جنگ بندی قرارداد میں اسرائیل کی مذمت ہونی چاہیئے تھی۔ اور جیسا کہ عرب چاہتے تھے، یہ شرط بھی لکھی جانی چاہیئے تھی کہ اسرائیل ۱۹۶۷ء کی جنگ میں حاصل کردہ سب علاقے چھوڑ دے۔ اور اگر وہ ان علاقوں کو نہ چھوڑے اور موجودہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو اقوامِ متحدہ کے سب ممبران مل کر اس کی مخالفت کریں گے۔ لیکن محض امریکہ کی وجہ سے یہ شرط نہیں لکھی گئی۔ اگر یہ شرط لکھی جاتی تو یہ معاہدہ زیادہ مضبوط ہوتا۔

حضور کا یہ رؤیا کافی طویل ہے، اس میں آگے جا کر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس موقع پر سب عرب ملکوں بلکہ جملہ اسلامی ملکوں کو متحد ہو کر کام کرنا ہوگا۔ تب وہ کامیاب ہو سکیں گے۔ چنانچہ اس رؤیا کو بیان کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں، جب اس شرط کے بارہ میں تردد کا اظہار ہوا

"تب مجھے جوش آ گیا اور میرے سامنے جو شخص بیٹھا ہے جس کو میں کوئی بادشاہ اور رئیس سمجھتا ہوں اور اس کی طرز اور شکل سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ یمن کا بادشاہ ہے۔ میں اس سے مخاطب ہوا اور میں نے بڑے زور سے کہا کہ دیکھو یہ وقت اسلام کے لئے اتحاد کا وقت ہے .... مذہبی اختلاف باہمی کتنا بھی ہو مگر اسلام کی ظاہری شوکت کے لئے مسلمانوں کو جمع ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا بھی تو اثر اسلام کی آئندہ ترقی پر پڑتا ہے۔ پھر میں نے کہا دیکھو جو شخص ایسے نازک وقت میں بھی اتحاد کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن کس طرح اونچی کر سکے گا۔ جب میں نے یہ فقرہ کہا تو میرے دل میں بہت زیادہ جوش پیدا ہو گیا۔ اور رقت کے ساتھ میرے گلے میں پھندہ پڑ گیا اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے"۔

رؤیا کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ عرب بادشاہوں، جمہوری حکومتوں کے پریذیڈنٹوں اور دیگر سربراہوں کو متحد ہو کر اس دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور جب یہ متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے تب اسرائیل کو شکستِ فاش ہوگی۔ اور ارضِ فلسطین میں مسلمانوں کا داخلہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ فلسطین میں مسلمانوں کے داخلہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

"ارضِ مقدسہ فلسطین پر یہ عارضی طور پر (مسلمانوں کا۔ ناقل) قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ عارضی طور پر تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔ این۔ او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ پر لا کر مسلمانوں کو بسائیں"۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صہ ۵۷۶)

روس چونکہ اس وقت عربوں کا ساتھ دے رہا ہے۔ اس لئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اشتراکی نظام دنیا میں بحال رہے گا۔ اور دیگر ملکوں میں بھی پھیل جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ نظام بھی ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ اشتراکی نظام بھی انسان کو امن اور سکون نہیں دے رہا۔ اور نہ ہی آئندہ دے سکے گا۔ روس کا دیگر ملکوں کی مدد کرنے سے صرف یہ منشاء نہیں کہ ان کے ساتھ محض ہمدردی کرے بلکہ روس دیگر ملکوں پر اپنے اثر و رسوخ کو وسیع کرنا چاہتا ہے۔ اور تیل کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

حضرت حزقیل نبی کی پیشین گوئی میں یہ صاف درج ہے کہ اے روس۔ مسک اور ٹوبالسک کے بادشاہ اس لئے کہ تو غیر ملکوں کی دولت کو لُوٹ لے، ان کا سونا چاندی اپنے قبضہ میں کرے۔ اپنے ملک سے نکلے گا۔ یہاں تک کہ تو فارس اور ایران پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

چنانچہ تیل کی خاطر روس کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ ہیں اور اس تیل کی وجہ سے ہی فارس اور ایران پر اس کی نگاہ ہے۔ اس وقت ایران اپنا تیل امریکہ کو دے رہا ہے۔ آج کی جنگ میں جیت اسی کی ہے جس کے قبضہ میں تیل زیادہ ہے۔ چنانچہ ایران کے اس تیل کی خاطر بحرِ ہند میں امریکہ اور روس کے جنگی جہاز پہنچ چکے ہیں۔ امریکہ کی باقاعدہ سمندری فوج جو دو تباہ کن جہازوں اور ایک کمانڈ شپ پر مشتمل ہے خلیج فارس میں بحرین کے قریب موجود ہے۔ اور امریکی وزیر دفاع مسٹر جیمس سیلنگر بحرِ ہند میں اپنی سمندری طاقت کو بڑھانے کا اعلان کر رہا ہے۔ اور اس کے بالمقابل روس کے بیس جنگی جہازوں کا بیڑہ بحرِ ہند میں گشت لگا رہا ہے۔ جن میں میزائیل کروزر اور تباہ کن جہاز شامل ہیں۔ اب روس نے یہ بھی اشارہ دیا ہے کہ وہ اپنا ۴۵ ہزار ٹن کا جنگی جہاز کیف جو اس وقت عراقی بندرگاہ ام القاصر میں کھڑا ہے اسے وہ خلیج فارس میں منتقل کر دے گا۔ امریکہ کی ایٹمی آبدوزیں بحرِ ہند سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔

والی آبدوزوں پر نصب شدہ میزائیل لینن گراڈ تک مار کرسکتے ہیں۔ روس بھی اس پوزیشن میں آرہا ہے کہ وہ امریکہ کی کوششوں کو ناکام کر دے۔ افغانستان کے انقلاب کے پیچھے بھی روس کا ہاتھ ہے۔ اور یہ رستہ بھی ایران کے لئے ہی صاف کیا گیا ہے۔ اس جد وجہد میں ان کا ٹکراؤ یقینی نظر آرہا ہے۔

بہرصورت کمیونزم اور اشتراکیت کا حقیقی منشا بھی انسانیت کو سکون دینا نہیں بلکہ دیگر ملکوں پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانا اور ہوسکے تو اُن پر قبضہ کرنا ہے۔ اور چونکہ یہ نظام بنی نوعِ انسان کے لئے مفید نہیں ہے اس لئے خدا تعالیٰ اس نظام کو بھی دنیا میں قائم نہیں رکھے گا۔ بلکہ جیساکہ حزقیل نبی وضاحت سے فرما چکے ہیں اللہ تعالےٰ اس نظام کو بھی تباہ و برباد کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زار روس کے بارے میں ایک اہم خبر دی تھی کہ اس پر ایک نہایت ہی شدید تکلیف اور عذاب کا وقت آنیوالا ہے۔ آپ نے فرمایا ع

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

یعنی وہ گھڑی آنے والی ہے جبکہ زار بھی بحالِ زار ہو جائیگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے عین مطابق بالشویک لوگوں نے زار اور ان کے خاندان کی مستورات کو ایسے ایسے سخت عذاب دیئے اور اس اس رنگ میں ان کی بے حرمتی کی اور بالآخر نہایت ذلت کی حالت میں ان کو قتل کیا کہ اُن واقعات کو آج بھی سُن کر انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور خبر بھی دی جو یہ ہے:-

"۲۲ر جنوری ۱۹۰۳ء کو مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر مَیں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے۔ اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور بندوق بھی ہے۔"

(تذکرہ ایڈیشن دوم ص ۴۷۵)

رؤیا میں کسی حکومت کے عصا کے دیئے جانے کے معنے وہاں طاقت اور نفوذ کے حاصل ہونے کے ہوتے ہیں۔

پس جہاں حزقیل نبی کی پیشگوئی اور پیش آمدہ حالات سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کمیونسٹ نظام کو بھی اللہ تعالیٰ دُنیا میں قائم رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور یہ کہ اگر اس نظام کے متولیوں نے اس سے توبہ نہ کی اور غیر ملن دخل اندازی اور تصرف سے باز نہ آئے تو خدا تعالیٰ کا عذاب ان پر بھی نازل ہوگا اور وہ اس کی ہیبت ناک سزا کا نشانہ بن کر دُنیا کے لئے عبرت کا سامان پیدا کرجائیگا۔ وہاں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ آخر روس کا نظام ان کے ہاتھوں میں دیا جائے گا اور اس کی اصلاح کا کام جماعتِ احمدیہ کے سپرد ہوگا۔

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۶۷ء کو ایک انتباہ یورپین اقوام کو بالخصوص اور دیگر اقوام کو بالعموم لنڈن میں کیا ہے۔ وہ انتباہ بتاتا ہے کہ بالآخر یاجوج اور ماجوج باہم آپس میں ٹکرا کر تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ بیشتر اس کے کہ مَیں وہ انتباہ درج کروں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک لڑکے کا بصورتِ نافلہ بھی وعدہ دیا گیا، چنانچہ حضور کا الہام ہے:-

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ، نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِی۔

(تذکرہ ص ۵۸۲ ایڈیشن دوم)

ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔ اور یہ پوتا میری طرف سے ہوگا۔ (یعنی اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہوگا) گویا آپ کا ایک موعود لڑکا پوتا بھی ہے جس کی آپ کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔

اور یہودیوں کی کتاب طالمود میں لکھا ہے:-

"It is also said that He (The Messiah) should die and his kingdom descend to his son and grandson."

(طالمود بائی جوزف بارکلے باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

ترجمہ:- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسیح (اپنی آمدِ ثانی میں) فوت ہوگا اور اس کا بیٹا اور پوتا اس کی بادشاہت کے وارث ہوں گے۔

چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام اور خلیفۃ المسیح حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق آپ وہ موعود لڑکے ہیں جس کی بشارت پوتے کے طور پر آپ کو دی گئی تھی۔ اس وضاحت کے مطابق حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی بیان کردہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی میں جس میں عالمگیر جنگ کے واقعات کا مرکز شام کو بتلایا گیا ہے۔ جس موعود لڑکے کا ذکر ہے وہ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام ہیں۔ اور اس امام ہمام کا انتباہ حسبِ ذیل الفاظ میں ہے:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایکدوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آگرے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہوجائیں گے۔ اُن کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی۔ ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ بچنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود ہوجائیں گے۔ اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد جلد بڑھ جائے گی۔ اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا۔ اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہیں وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوشِ اسلام ہوکر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہوجائے گی۔"

۲- "غلبۂ اسلام کے متعلق جو بشارتیں دی گئی ہیں ان کے پُورا ہونے کے آثار ظاہر ہورہے ہیں۔ مگر جیساکہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک تیسری عالمگیر تباہی کی بھی خبر دی گئی ہے جس کے بعد اسلام پوری شان کے ساتھ دنیا پر غالب ہوگا۔ مگر یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ توبہ اور اسلام کی بتائی ہوئی راہیں اختیار کرنے سے یہ تباہی ٹل بھی سکتی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کرکے اور اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی سے بچالیں۔ یا اس سے دُوری کی راہ اختیار کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ ڈرانے والے عظیم انسان نے خدا اور محمدؐ کے نام پر آپ کو ڈرایا ہے اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میری یہ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا فرض پُورا کرنے کی توفیق دے۔" (آمین)

(ملاحظہ ہو بیان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ مورخہ ۲۹ر فروری ۱۹۶۷ء بمقام لنڈن) **تمت بالخیر**

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

نِظامِ وصیّت

بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام الٰہی بشارتوں کے مطابق ہوا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ نظامِ وصیت میں شمولیت اختیار کرکے اور اشاعتِ دین کے کاموں میں اپنے اموال بے دریغ خرچ کرکے اور شرک و بدعت اور محرمات سے پرہیز کرتے ہوئے سچے صاف مسلمان کے طور پر تقوی کی زندگی جن مخلص احمدی مردوں اور مستورات نے بسر کی ہوتی ہے وہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کے مصداق ہوتے ہیں اور دُنیا میں بھی بہشتی زندگی پا لیتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر بہشتی مقبرہ کا قیام فرماتے ہوئے ایسے مخلصین کو یہ بشارت دی ہے کہ:-

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کیلئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

اس لئے ہر احمدی مرد اور عورت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم فرمودہ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کے لئے جلدی کرنی چاہیئے۔ عہدیدارانِ جماعت کو بھی احباب میں یہ تحریک کرنی چاہیئے کہ ★ اس مبارک تحریک میں ہر مخلص۔ خوشحال اور متمول اور صاحب جائداد شامل ہو۔ ★ موصی صاحبان وصیت کے مالی قربانی کے معیار میں بھی اضافہ کریں۔ ★ جن موصیان کی وصایا کسی بنا پر منسوخ ہوگئی ہوں وہ اپنی وصایا بحال کرائیں۔ ★ موصیان حصۂ جائداد زندگی میں ادا کریں۔ ★ موصیان ماہوار باشرح حصۂ آمد ادا کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

جماعتِ احمدیہ کی اہم ترین ذمہ داریاں اور غلبۂ حق کا آغاز

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج آندھرا پردیش

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیرًا لھم منھم المؤمنون واکثرھم الفٰسقون۔

قرآن کریم کی مندرجہ آیتِ کریمہ اسلامی تعلیم وتربیت کے اعتبار سے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ اور اسی آیتِ کریمہ کی روشنی میں اپنے موضوع کو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

جماعت احمدیہ کسی نئے دین اور مذہب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ مقدس جماعت ہے جو الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑی کی گئی ہے۔ اور آج روئے زمین پر یہی واحد جماعت ہے جو حقیقی اسلام کی علمبردار ہے۔ اس لئے دورِ حاضرہ میں قرآن کریم کی حقیقی حامل بھی صرف یہی جماعت ہے۔ اور قرآن کریم کی آیت واٰخرین منھم اور حدیث نبوی ما انا علیہ واصحابی کے مطابق سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرعظمت صحابہ کرام کی حقیقی جانشین یہی جماعت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حقیقت کو ایک مقام پر اس طور سے بیان فرماتے ہیں کہ ؎

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(دُرِّثمین)

جماعت احمدیہ کو ایک پُرعظمت امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ آج روئے زمین پر پائے جانے والے تمام مسلمان فرقوں میں سے صرف یہی وہ واحد جماعت ہے جو قرآن کریم کی آیتِ استخلاف کی مصداق اور نظامِ خلافت سے وابستہ ہے۔ اور خلافتِ راشدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید ونصرت کا وعدہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ کیونکہ آیتِ استخلاف کی رو سے خلیفے خدا بنایا کرتا ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کی اہم ترین ذمہ داریاں بھی الٰہی تائید ونصرت کے کرشمے اور پُرحکمت اعجاز وندرت اپنے اندر رکھتی ہیں۔

پہلی ذمہ داری

فرمایا کنتم خیر اُمۃ یعنی تم بہترین امت ہو۔ ظاہر ہے کہ جب امتِ مسلمہ بہترین امت ہے تو اس کے بانی بہترین انسان اور سید ولدِ آدم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"

(سراجِ منیر ص۸۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت برداشت ہی نہیں کرسکتی تھی کہ کسی نوع کی فضیلت کسی دوسرے شخص کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دی جائے۔ اور اسی غیرت کا یہ عظیم الشان، معجزانہ اور وجد آفرین اور زندۂ جاوید ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر معرکۃ الآراء مسئلہ "وفاتِ مسیح" کا انکشاف ایسے ماحول میں فرمایا جبکہ دو عظیم قومیں مسلمان اور عیسائی یک زبان ہوکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ الآن کما کان بجسدِ عنصری آسمان پر یقین کرتی تھیں۔ اور طرفہ یہ کہ عیسائی قوم اس وقت تمام دنیا پر غالب آچکی تھی۔ اور وہ صرف زندہ ہی نہیں بلکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بھی یقین کرتی تھی۔ اور اس طرح اپنے اور غیر [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہورہے تھے۔

اس پس منظر میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی اور بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ "حیاتِ مسیح" کے فرسودہ اور غلط عقیدہ نے نتیجہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو توہین ہورہی ہے اس کو پاش پاش کردے۔ اور اس جدوجہد میں اس وقت تک پوری قوت وطاقت کے ساتھ اپنا قدم آگے بڑھائے جب تک کہ تمام مسلمان اور عیسائی یک زبان ہوکر برملا طور پر وفاتِ مسیح کا اقرار نہ کرلیں۔ اور غلبۂ اسلام کو بالفعل نہ مان لیں۔

دُوسری ذمہ داری

امتِ محمدیہ جبکہ تمام امتوں سے بہترین امت ہے تو اس میں باقی امتوں کی دلجوئی کا انتظام بھی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اسلام نے تمام سچّے مذاہب کی بنیاد کو برملا طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ اور ان مذاہب کی صداقت کو اپنی صداقت کیلئے بنیاد بنالیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوشیار کرنے والے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔

آج رسل ورسائل کی آسانی کی وجہ سے جبکہ تمام دُنیا ایک ہی پلیٹ فارم پر آگئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا ایک ہی شہر میں آباد ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کاملؑ نے پوری روحانی قوت کے ساتھ اس قرآنی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ :۔

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں، اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا ہے۔ اور اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آتی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے"

(تحفۂ قیصریہ)

پس جماعتِ احمدیہ کی یہ بھی اہم ترین اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ اس امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والے اصول کو اپنی پوری قوت سے دنیا بھر میں پھیلائیں۔

تیسری ذمہ داری

اُخرجت للناس کے الفاظ میں ایک اور اہم ترین ذمہ داری بتائی گئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم بہترین امت ہو جو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ اور ہمدردی کے لئے نکالی گئی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں :۔

"مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوعِ انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"

(اربعین ص۲)

فرمایا :۔

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہندو ہمسایہ کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے"

(سراجِ منیر ص۲۸)

پس جماعتِ احمدیہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بلا لحاظ مذہب وملت تمام بنی نوعِ انسان کے ساتھ بے لوث "ہمدردی اور خیر خواہی اور خدمت کا برتاؤ کیا جائے۔

چوتھی ذمہ داری

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو۔ یعنی تمہاری جدوجہد پُرامن اور روحانی ذرائع پر مبنی ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَآ اِکراہ فی الدین یعنی دین کے پھیلانے میں جبر واکراہ جائز نہیں۔ لیکن دورِ حاضرہ میں اللہ تعالیٰ نے

بطورِ خاص جبر و اکراہ سے منع فرمایا ہے۔ اول ان مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام جبراً پھیلایا گیا۔ دوم ان کم فہم علماء کے لئے ندامت کا سامان پیدا کرنے کے لئے جو ناسمجھی سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی میں تلوار کا بھی دخل ہے۔ اور تیسرے نمبر پر یہ بتانے کے لئے جماعتِ احمدیہ کا حقیقی مقابلہ اُن اقوام سے ہے جن کے ہاتھ میں سائنس نے ایسا تباہ کن اسلحہ دے دیا ہے کہ جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ اس کے باوجود بغیر مادی ساز و سامان کے اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کو ان تمام اقوام پر غلبہ دے گا۔ لیکن روحانی ہتھیاروں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے لئے بطور خاص فرمایا ہے کہ اس وقت مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کو پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دِلوں کو پاک کریں۔ اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں۔ اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلادیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔"

(رسالہ جہاد ص۱۵)

پس ہماری ایک اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ ہم پوری قوت و طاقت کے ساتھ جہاد کے غلط تصور کو رد کریں۔ اور مادی حملوں اور مادی اسلحہ سے ہم کبھی مرعوب نہ ہوں۔ کیونکہ یہ غلبۂ اسلام میں روک نہیں بن سکتے اور نہ ہی ان کے ساتھ اپنی امیدیں وابستہ رکھیں۔ کیونکہ غلبۂ اسلام کے ساتھ ان چیزوں کا کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں ذمہ داری

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ہمارے پاس بنیادی چیز خدا تعالیٰ کا مقدس اور سب سے اعلیٰ کلام قرآن کریم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم سمجھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔" (کشتی نوح)

فرمایا:-

حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں باقی سب اس کے ظِل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔"

(کشتی نوح)

اسلام کی نشأۃ اولیٰ اور نشأۃ ثانیہ کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ خلفاءِ کرام کا اپنے اپنے دورِ خلافت میں قرآن کریم کے ساتھ حالاتِ حاضرہ کے مطابق نہایت گہرا ربط و تعلق رہا ہے۔ اور اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورِ حاضرہ میں نہایت ہی پرحکمت انداز میں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس کے مطالب پر عبور حاصل کرنے اور اسے ہر آدمی کے ہاتھ تک پہنچانے کے لئے عظیم الشان کوشش اور سعی فرمائی ہے۔ اور اب جماعت کا قدم اس سمت بھی بڑی سرعت کے ساتھ اُٹھ رہا ہے۔ ایک مقام پر حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:-

"میری زندگی کا مشن یہ ہے کہ قرآن مجید کو جس میں تمام علوم کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دُنیا بھر میں ہر فردِ بشر کے ہاتھوں تک پہنچا دوں۔"

(بدر ۸ نومبر ۱۹۷۳ء)

پس جماعتِ احمدیہ کی یہ بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری ہے کہ حضور انور کے منشاء مبارک کے مطابق قرآن کریم کی اشاعت و ترویج کو انتہا تک پہنچا دیا جائے۔ اس مقام پر یاد رکھنا چاہیئے کہ دورِ حاضرہ میں قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

چھٹی ذمہ داری

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں مالی قربانی کو بھی بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم حقیقی نیکی کو پا ہی نہیں سکتے جب تک تم وہ کچھ خرچ نہ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ ظاہر ہے کہ انسان مال و دولت سے بہت محبت کرتا ہے اس کی مادی ضروریاتِ زندگی کا انحصار مال و دولت پر ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے تو اس حد تک مالی قربانی کو اہمیت دی ہے کہ گویا مالی قربانی نہ کرنے والے لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر لیتے ہیں۔ فرمایا وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پوری جائداد جو اُس سستے زمانہ میں دس ہزار کی مالیت کی تھی، اُن مخالفینِ اسلام کو چیلنج کے طور پر پیش کر دی جو براہینِ احمدیہ کا جواب دیں اور پوری زندگی حضورؑ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالی۔ اور جب حضورؑ کا وصال ہوا تو جیب خالی تھی۔ حضورؑ کے وصال کے بعد حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچوں کو جمع کرکے صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

"بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔"

(تاریخِ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۵۴)

پس جماعت احمدیہ کی ایک بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری مالی قربانی کی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی جاتی ہے۔

ساتویں ذمہ داری

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پروگرام میں اس وقت تک کامیابی نصیب نہیں ہوسکتی جب تک لگاتار دعاؤں کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے۔ ایک مقام پر حضورؑ فرماتے ہیں:- "جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:-

"دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دُعا ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کرکے دکھا دیتا ہے۔"

حضرت اقدس کی دعائیں بڑی دردناک ہوتی تھیں، فرمایا ؎

مَیں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں اُن سخت دل لوگوں کو خوفِ کردگار
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلانے کے بعد
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر!
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

پس جماعتِ احمدیہ کی ایک اہم ترین اور بنیادی ذمہ داری دعائیں اور لگاتار دعائیں کرنا ہے۔ لیکن دُعا کا اصل مقام خلیفۂ وقت کا ہوتا ہے اِس لئے خلیفۂ وقت سے اپنے لئے دُعائیں کروانا اور خود خلیفۂ وقت کے لئے دُعائیں کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق دے آمین:

درویش فنڈ۔ وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلص بھائیوں نے درویش فنڈ میں وعدے کر رکھے ہیں ان میں سے اکثر کے وعدے خدا کے فضل سے وصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادائیگی کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر بخشے آمین۔ جن مخلصین کے وعدوں کی رقوم ابھی تک وصول نہیں ہوئیں ان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے خطوط کے ذریعہ سے یاددہانی کروائی جا چکی ہے۔ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنے وعدوں کے مطابق رقوم بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

نئے وعدے ۷۳-۱۹۷۲ء اور ۷۵-۱۹۷۴ء کے کئی جماعتوں کے آچکے ہیں۔ اور وصول بھی ہو چکے ہیں۔ اور کئی جماعتوں سے باوجود یاددہانی کے ابھی تک نئے وعدے موصول نہیں ہوئے۔

لہٰذا درخواست ہے کہ سیکرٹریانِ مال اپنی اپنی جماعتوں سے وعدے لے کر جلد بھجوا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ انقلاب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ
— مدراس —

غیر از جماعت مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ سے عموماً یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام نے دنیا میں آکر کیا انقلاب پیدا کیا؟ یا احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟

ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اگر تو احمدیت نے اسلام میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ اور دین محمد صلعم کو بدل کر ایک نیا نظام حیات پیش کیا ہے۔ تو ہمیں اس نئے مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

لیکن اگر احمدیت نے ہمیں وہی اسلام دیا ہے جو پہلے ہی ہمارے پاس موجود تھا تو پھر احمدیت کو قبول کرنے یا نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

اس سوال کے پہلے حصہ کا جواب یہ ہے کہ احمدیت نے دنیا کو اسلام یعنی حقیقی اسلام کے سوا کچھ اور نہیں دیا اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شعشہ کی بھی تبدیلی نہیں کی۔

اور دوسرے حصہ کا جواب مختصراً یہ ہے کہ احمدیت نے دنیا کو دیا تو فقط اسلام ہی ہے لیکن وہ رائج الوقت اسلام نہیں۔ جو فرقہ در فرقہ ۷۲ مذاہب میں بٹ چکا ہے اور ۷۲ مختلف اور متضاد عقائد اور طریقوں پر مشتمل ہے۔

لیکن حضرت احمد علیہ السلام نے — احمدیت نے — وہ اسلام دیا جو ایک دین واحد کے طور پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی آمد کی غرض یہ بیان فرمائی ہے کہ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ کہ دین اسلام کو از سر نو زندہ کرنا اور شریعت محمد صلعم کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہی میرا مقصود حیات ہے

نیز فرماتے ہیں کہ ؎

دور خسروی آغاز کردند!
مسلماں را مسلماں باز کردند!

(۲)

مسلمانوں کی گذشتہ ایک صدی کی تاریخ ایک ایسی تاریک اور بھیانک منظر پیش کرتی ہے۔ جس میں سوائے مسلمانوں کے تنزل اور انحطاط کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

مسلمانوں کی زبوں حالی اور پر آشوب حالات کو اور ضعف اسلام کو دیکھ کر قادیان کی اس چھوٹی سی بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل تڑپ اُٹھا۔ آپ نے اس زمانہ کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بےکس ہمچو زین العابدین

آپ نے اپنے دلی جذبات کا اظہار یوں فرمایا ؎

میرے آنسو اس غم دل سوز سے تھمتے نہیں
دین کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی مناز
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

نیز فرماتے ہیں۔

"میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم و انصاف اور راست بازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں ......
...... اور اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں .....
...... میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔"

(اربعین ۱ صفحہ ۲)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید و تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں اسلام کی خوبیاں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۲۳)

ان اقتباسات میں آپکی آمد کی دو اغراض بیان کی گئی ہیں ایک مسلمانوں کی ضلالت اور گمراہی اور مایوسی و قنوطیت کی اتھاہ گہرائیوں سے نجات دلانا دوسرے اسلام پر کئے جا رہے والے بیرونی حملوں کا دفاع کرنا۔

اب دیکھئے کہ آپ ان ہر دو مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے اور اس طرح دنیا میں آپ نے کیا عظیم الشان انقلاب پیدا فرما دیا

(۳)

ظہور احمدیت کے وقت اسلام کا جو چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔ یہ وہ چہرہ نہ تھا۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے پیش فرمایا تھا۔ اسلام کے بنیادی تصورات اور عقائد ایک ایک کر کے تبدیل کر دیئے گئے تھے۔ انبیاء گذشتہ کا تصور بھی بگاڑ دیا گیا تھا لغو اور ناپاک کہانیاں ان کی طرف منسوب کی جانے لگیں۔ فرشتوں کے وجود کو بھی من گھڑت قصوں اور کہانیوں کا وجود بنا دیا گیا توحید خالص جو اسلام کی بنیاد ہے باقی نہ رہی۔ اور شرک اور مشرکانہ رسوم عام ہو گئے۔ ایک طرف خدا تعالیٰ کی طاقتوں میں کمی کی جانے لگی اور اس کی قوت تکلم اس سے چھین لی گئی۔ دوسری طرف ناچیز انسانوں کو بھی ان ہی صفات سے متصف کیا جانے لگا۔ وہ جبین جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جھکنا نہ جانتی تھی۔ وہ مختلف قبروں درگاہوں اور ان کی ڈیوڑھیوں کے آگے۔ سجدے کرنے لگی اور یہ سب کچھ اسلام اور روحانیت کے نام پر ہوتا رہا ہے۔

اسلام نے خدا تعالیٰ کو ایک ایسی زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے جس کا دیدار اسی دنیا میں ممکن ہے اور یہ دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی پکار کو صرف سُنتا ہی نہیں بلکہ ان کا جواب بھی دیتا ہے۔

لیکن افسوس جب مسلمان تنزل اور پستی کے دور میں داخل ہوئے تو خدا تعالیٰ کا وجود صرف ایک افسانہ یا موہوم تصور یا صرف ایک خیالی فلسفہ بنا کر رکھ دیا اور خدا تعالیٰ کی صفت تکلم کا — دُعا کی افادیت کا انکار کر دیا۔

اسی مایوسی کے دور میں حضرت احمد القادیانی علیہ السلام کی یہ آواز بلند ہوئی ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپ نے اس کے متعلق یہ نظریہ ہی پیش نہیں فرمایا بلکہ زندہ دلیل کے طور پر اپنے وجود کو دنیا کے سامنے رکھا اور اس بارہ میں ساری دنیا کے تمام مذاہب کو للکارا۔

حضور اقدس علیہ السلام کے اس اعلان کا اثر ہی ہے کہ ہزارہا افراد لقاء الٰہی اور وصال خدا کے چشمہ سے سیراب ہو چکے ہیں۔ گویا کہ حضرت احمد القادیانی کا سب سے بڑا معجزہ یا روحانی انقلاب یہی تھا کہ آپ نے ایک زندہ خدا کا پتہ دیا۔ اور ایک رب العباد کو پورے وثوق اور یقین کے ساتھ پیش فرمایا

(۴)

مذہب اسلام میں خدا کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام آتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بدلتے ہوئے عقائد نے حضور صلعم کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو ہی دنیا والوں کے سامنے گرا کر رکھ دیا

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام جس میں دوسرا کوئی آپ کا شریک نہیں مقام ختم نبوت ہے اس مقام کی عظمت یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ جملہ انبیاء سابقہ کے روحانی فیضان ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اور آئندہ آپ کی قوت قدسیہ کے ذریعہ ہی رہتی دنیا تک... ہر قسم کا فیضان جاری رہے گا۔ پس آئندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہی ہر قسم کی روحانی نعمت حتیٰ کہ نبوت بھی مل سکتی ہے۔

لیکن موجودہ مسلمانوں اور ان کے نام نہاد علماء نے آپ کے اس عظیم مقام کو جس سے آپ کی ابدی زندگی ثابت ہوتی ہے گرا کر یہ کہدیا کہ اس مقام کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے کو بند کر دیا ہے۔ یعنی نبوت کو ختم کر دیا

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آکر حضور صلعم کے اس مقام کی حقیقت بیان فرمائی اور بتایا کہ آئندہ حضور صلعم کی پیروی اور اطاعت کے ساتھ ہی ہر قسم کی روحانی نعماء و الٰہیہ ملیں گی حتیٰ کہ آپکی پیروی کے نتیجہ میں ایک شخص نبوت کے مقام تک حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی آپ نے اپنے وجود کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور بتایا ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزماں ہے

اس طرح آپ نے آکر حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اونچا کر دکھایا اور ایک زندہ خدا کے تصور کے ساتھ ایک زندہ رسول کی حقیقت دنیا کے سامنے پیش فرمائی۔

(۵)

قرآن کریم جو ایک معجزہ نما کامل و اکمل اور آخری کتاب اللہ ہے اس کے بارہ میں ... نے اپنی ن...

جہالت کی بناء پر جو حملے کئے ہیں انہیں ایک جگہ رہنے دیں۔ لیکن خود مسلمانوں میں یہ خطرناک اور مہلک خیال پیدا ہو گیا تھا کہ قرآن کریم کی بعض آیات بعض دوسری آیات کے ذریعہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ بعض مفسرین کرام ان منسوخ شدہ آیات کی تعداد پانچ صد بعض دو صد بعض بیس اور بعض پانچ بتانے لگے یہ عقیدہ جسکی کوئی بنیاد نہیں قرآن کریم پر سخت اور خطرناک حملہ کی حیثیت رکھتا ہے اس طرح سارا قرآن مشکوک ہو کر رہ جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس داغ کو دھو دیا اور فرمایا۔

"علماء نے مسامحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے۔ لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اسکی تکذیب لازم آتی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر مختلف ذرائع سے ثابت فرمایا کہ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل جس صورت و شکل میں یہ قرآن عظیم نازل ہوا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کے بغیر اور کسی شوشہ اور نقطہ میں فرق کئے بغیر بعینہٖ اسی طرح موجود ہے۔

آپ نے اس بارے میں مسلمانوں کے ذہنوں میں ایک عظیم انقلاب پیدا فرمایا کہ وہ اس مہلک عقیدہ سے توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے ہیں۔

"نسخ و منسوخ کی بحث میں بہت کچھ فروگذاشت کی گئی ہے اور حق یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔"

(الجمیعۃ ۱۷ر نومبر ۱۹۶۳ء)

اسی طرح مسلمانوں میں ایک غلط تصور سرایت کر گیا تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ جرم اور حرام ہے حضور اقدس نے اس غلط تصور کو بھی ہمیشہ کے لئے مٹا دیا

آپکی جماعت نے ۱۳ کے قریب مختلف عالمی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کروا کر ساری دنیا میں پھیلا دیا ہے اور اس طرح یہ قرآن مجید لاکھوں کی ہدایت کا موجب بنتا رہا۔

گویا کہ آپ نے دنیا کے سامنے ایک زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ کتاب کا تصور نہ صرف پیش فرمایا بلکہ اس میں یقین کامل پیدا فرمایا۔

(۶)

اس کے علاوہ عامۃ المسلمین میں پیدا شدہ بعض غلط عقائد و تصورات مثلاً حیات مسیح علیہ السلام۔ آپ کا مافوق الفطرت مقام جہاد و غلط مفہوم وغیرہ مٹا کر قرآن کریم کی بنیاد پر ان کی حقیقت بیان فرمائی۔

چنانچہ وفات مسیح علیہ السلام کے بارے میں آپ کے ناقابل تردید دلائل کا ہی اثر ہے کہ آج مسلمان اس غلط عقیدے کو ترک کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مؤقر جریدہ سری نگر ٹائمز مجریہ ۲۰ر مئی ۱۹۶۳ء میں سید نثار حسین حسنی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ ایک نبی تھے جو بھی بشر ہوتا ہے۔ اسی طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک عام آدمی ...... اب چند روایات کی بنا پر حضرت عیسیٰ پرستی برداشت نہیں کی جا سکتی عیسیٰ ابن مریم کو وفات یافتہ مان کر ہم قادیانی مسلک کی تائید نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ علم و عقل کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور ان بے شمار غیر احمدی علماء و فضلاء کی تائید کر رہے ہیں جو اپنی بلند پایہ تصانیف و تفاسیر میں وفات مسیح کا اعلان ڈنکا کی چوٹ کر رہے ہیں۔ شیخ حافظ محمد شلتوت ریکٹر جامعہ ازہر مصر۔ شیخ محمد عبدہ مصری۔ علامہ رضا المنار۔ علامہ مصطفیٰ المراغی۔ سر سید احمد خاں۔ ڈاکٹر سید عبد اللطیف (مولانا ابو الکلام آزاد۔ علامہ اقبال مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ ناقل) وغیرہ فضلاء و مفسرین نے تصریح کی ہے کہ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں۔"

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت جہاد کے بارے میں وضاحت کا ہی نتیجہ ہے کہ آہستہ آہستہ مخالفین کے ذہنوں سے یہ تصور مٹتا گیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے چنانچہ Mr. Kenneth Cragg اپنی ایک تصنیف The Call of Minaret میں لکھتے ہیں:۔

"The Picture of the Muslim soldier advancing with sword in one hand and the Koran in the other is quite false."

(MINARET.)

یعنی ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن لے کر ایک مسلمان سپاہی کے آگے بڑھنے کا تصور بالکل غلط اور مغلوانہ ثابت ہوا ہے

(۷)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا اور عظیم الشان روحانی انقلاب آج دنیا میں تحریک احمدیت کی شکل میں موجود ہے۔ اور یہ انقلاب آج عالم اسلام میں ایک فعال اور صحیح اسلامی عقائد پر گامزن معاشرے کی شکل میں زندہ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی فعالیت ہی کا اثر ہے کہ اس کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اس کا مشن آج ساری دنیا میں نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں آج ہر احمدی نہایت فخر کے ساتھ اور شکر الٰہی کے طور پر یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ عالم احمدیت پر اب سورج غروب نہیں ہوتا۔!!

اب سوال یہ ہے کہ تحریک احمدیت نے خود احمدیوں میں کیا روحانی تبدیلی پیدا کی ہے۔

اس سوال کا جواب خود جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کا اپنا وجود ہے۔ اس سوال کا جواب ہر احمدی کا جذبۂ قربانی اور شوق تبلیغ خود بخود بتا رہا ہے۔ ہر احمدی ہر الٰہی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان مال وقت عزت سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر آن آمادہ ہے۔

اشاعت اسلام کے لئے فدائیت اور ایثار کا یہ جذبہ سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ آج مسلمانوں کی اکثریت ان کی حکومتیں اور ان کے اندر پائے جانے والے برلائیں اور ٹاٹائیں مل کر بھی وہ کام نہیں کر سکتے جو ایک کمزور اور غریب جماعت اکناف عالم میں کامیابی سے کر رہی ہے۔

ایک موقعہ پر لکھنؤ سے نکلنے والے ایک سنی ماہنامہ "الفرقان" نے لکھا تھا۔

"اگر سب نہیں تو بیشتر اسلامی حکومتیں تمام مقاصد تو بڑی فیاضی سے خرچ کر سکتی ہیں لیکن نہیں خرچ کر سکتیں تو اسلام کے لئے نہیں خرچ کر سکتیں۔"

(الفرقان اپریل ۱۹۶۹ء)

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کے جذبۂ قربانی کے بارے میں غیروں کا اعتراف سنئے!

"متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف روس اور امریکہ سے سرکاری طور پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۶ء و ۱۹۵۷ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ روپیہ کا ہو۔"

(المنبر ۲۳ر فروری ۱۹۵۶ء)

اس اعتراف حقیقت پر ۸ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس عرصہ میں فرزندان احمدیت اپنی قربانیوں میں کہاں تک آگے بڑھ چکے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ اسی سے کر سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا مجموعی بجٹ اس وقت ۲½ کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے

غرضیکہ حق و صداقت کی متلاشی روحوں کے لئے جماعت احمدیہ کی تاریخ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ الٰہی نوشتوں اور بشارتوں کے مطابق عالم اسلام میں ایک خوشگوار تبدیلی ایک روحانی انقلاب برپا ہے۔ اور اسلام کا روشن اور تابناک مستقبل جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

کاش کہ عالم اسلامی اس حقیقت سے روشناس ہو جائے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

اخبار قادیان

★ — جلسہ سالانہ کی آمد آمد ہے مہمانان کرام تشریف لا رہے ہیں۔ اور جلسہ کی تیاری پورے انہماک سے جاری ہے۔ چونکہ یہ پرچہ جلسہ سالانہ سے قبل طبع ہو رہا ہے۔ اس لئے جلسہ کے بارے میں کوئی تفصیل اس پرچہ میں نہیں دی جا رہی آئندہ پرچہ ۲۷ دسمبر میں جلسہ سالانہ کے جملہ کوائف ملاحظہ فرمائے جائیں۔

★ — مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کی اہلیہ کا کامیاب اپریشن ہو چکا ہے اور مورخہ ۱۲/۴ کو ڈسچارج ہو کر قادیان آ گئی ہیں۔ کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تصحیح

بدر مورخہ ۶ر دسمبر صفحہ اول کالم ۲ میں مکرم چوہدری عبد السلام صاحب درویش کا نام سہواً درج ہونے سے رہ گیا اس کالم کی سطر نمبر ۱۴-۱۵-۱۶ اس طرح پڑھی جائے:۔

"چنانچہ استقبالیہ کمیٹی کی ہدایت کے تحت مقامی احباب کی خوشی کے پیش نظر مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام اور مکرم چوہدری عبد السلام صاحب درویش کی نگرانی میں مختلف ذیلی تنظیموں کی طرف سے پانچ الگ الگ خیر مقدمی گیٹ تیار کئے گئے۔"

احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔ (ایڈیٹر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کی مذہبی زندگی

بیرنگ کرسچین کالج بٹالہ کے سیمینار میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی تقریر

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

آج سے کچھ روز قبل بیرنگ کالج بٹالہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی کو دعوت دیتے ہوئے لکھا کہ ہم عنقریب ایک سیمینار پنجاب کی مقبول شخصیتوں سے متعلق منعقد کرنے جا رہے ہیں۔ آپ "قادیان میں اپنی مذہبی زندگی" کے عنوان پر ہمارے سیمینار میں شرکت کرتے ہوئے لیکچر فرمائیں۔ تاکہ ہم اپنے قادیان کے احمدی بھائیوں کے قادیان میں مذہبی زندگی سے آگاہ ہو سکیں چنانچہ بیرنگ کالج بٹالہ کی اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اور سیمینار میں "قادیان میں جماعت احمدیہ کی مذہبی زندگی" کے زیر عنوان ایک مقالہ تیار کرنے کی غرض سے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل کی خدمات حاصل کیں حسب پروگرام مورخہ ۹ ر دسمبر بروز اتوار بیرنگ کالج بٹالہ میں مجوزہ سیمینار منعقد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی یورپ کے دورہ سے واپسی کے بعد اپنی بیحد معروفیت کی وجہ سے اس سیمینار میں خود شرکت نہ فرما سکے اور آپ نے ایک دوست کو بٹالہ بھیج کر وہاں کی انتظامیہ کو اپنی حد درجہ معروفیت سے آگاہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ گو میں وہاں حاضر نہ ہو سکوں گا اس لئے میں سیمینار میں شرکت اور اپنے مقالہ کو پیش کرنے کی غرض سے اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں وہاں کی انتظامیہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس پیشکش کو قبول کر لیا چنانچہ حضرت صاحبزادہ مدظلہ العالی نے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد کو سیمینار میں شرکت کرنے اور مقالہ پڑھنے کی غرض سے حکم فرمایا۔ اور ساتھ ہی خاکسار کو بھی یہ حکم ملا کہ خاکسار مولوی صاحب موصوف کے ہمراہ اس سیمینار میں شرکت کرے چنانچہ حکم کی تعمیل میں ٹھیک سوا بجے دوپہر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد اور خاکسار قادیان بس اسٹینڈ پہنچے اور وہاں سے بذریعہ بس ٹھیک پونے دو بجے بٹالہ پہنچ گئے سیمینار کا پروگرام چونکہ ٹھیک دو بجے شروع [illegible] ہم ٹھیک دو بجے [illegible] منسلک [illegible] ہو سکتے کہ ان [illegible] گئے [illegible] کہ سیمینار [illegible] کب جا [illegible]

باہر میدان میں شرکت کی غرض سے چہل قدمی کر رہے تھے۔ اور باہم ایک دوسرے سے متعارف ہو رہے تھے اسی اثناء میں بیرنگ کرسچین کالج کے پرنسپل جناب رام سنگھ صاحب تشریف لائے اور ہم سے ملتے ہوئے صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کے متعلق دریافت فرمایا۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بتایا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی بیحد معروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے اور ہم بطور نمائندہ شرکت کی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔ محترم پرنسپل صاحب نے مقالہ کے متعلق دریافت کیا تو مولوی صاحب موصوف نے بتایا کہ ہاں ہم مقالہ بھی پیش کریں گے۔ اب دو بج چکے تھے۔ اور وہ تمام دوست جو اس سیمینار کے لئے مدعو تھے تشریف بھی لا چکے تھے۔ لہذا ڈاکٹر دیبشر صاحب کی درخواست پر کہ دوست ہال کے اندر تشریف لے چلیں جملہ احباب ہال کے اندر داخل ہوئے۔ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھنے کے بعد محترم ڈاکٹر دیبشر صاحب جو کہ اس سیمینار کے صدر بھی تھے نے اعلان فرمایا کہ اب سیمینار کے پروگرام کا آغاز ہوتا ہے: چنانچہ آپ نے ایک سکھ دوست کو سکھ تنظیموں میں تعلیم کا رجحان اور ترقی کے موضوع پر لیکچر دینے کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ موصوف مقرر نے سٹیج پر آکر اپنے خیالات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں صاحب صدر نے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی اور قادیان میں ہماری مذہبی زندگی کے عنوان پر اپنے خیالات سے حاضرین کو آگاہ کرنے کے لئے کہا۔

چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے تیار شدہ مقالہ پڑھ کر سنایا۔ اور بتایا کہ قادیان جماعت احمدیہ کا مذہبی مرکز ہے۔ اس کی شاخیں تمام دنیا میں قائم ہیں۔ اور ہر ملک کے احمدی کے دل میں اس بستی قادیان کے لئے بڑی عقیدت ہے۔ ہم بحیثیت مسلمان طلوع آفتاب سے قبل صبح کی نماز آفتاب کے ڈھلنے کے کچھ ہی دیر بعد ظہر کی نماز آفتاب غروب سے دو ڈھائی گھنٹہ قبل عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز اور اس کے

ایک دو گھنٹہ بعد عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں علاوہ ازیں سال میں ایک ماہ جسے ہم ماہ رمضان کے نام سے موسوم کرتے ہیں روزے رکھتے ہیں اس مہینہ میں نماز فجر کے بعد حدیث شریف اور بعد نماز ظہر تا عصر قرآن مجید کے درس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نیز بتایا کہ اس ماہ کے آخری عشرہ میں بشرط استطاعت ہوتی ہے اعتکاف بھی بیٹھتا ہے۔ آپ نے اعتکاف [illegible] کی وضاحت [illegible] بیان کیا۔ [illegible] بتایا کہ ہم سال میں دو عیدیں منایا کرتے ہیں ایک کو عید الفطر اور دوسری کو عید الاضحیہ کہتے ہیں ان ہر دو عیدوں کے اسباب سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے بتایا۔ کہ عید الفطر ماہ رمضان کے روزوں کے افطار کی خوشی میں اور عید الاضحیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے پھر لیکچر کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ چونکہ ہم خالصتہً مذہبی جماعت ہیں۔ اس لئے ہماری ہر نقل و حرکت دینی و مذہبی ہوتی ہے اس سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ کے ممبران و ادارہ جات کی تفصیل اور مختلف فنڈز میں جماعت کی مالی قربانیاں بیان کرتے ہوئے نظام وصیت، تحریک جدید اور وقف جدید وغیرہ چندوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا۔ اور اسی ضمن میں بہشتی مقبرہ قادیان سے متعلق بعض غلط قسم کے تصورات کا ازالہ کرتے اس کی صحیح تصویر پیش کی۔ اس کے بعد مقرر موصوف نے جماعت کے مختلف جلسوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم سیرۃ النبیؐ کا جلسہ بھی کرتے ہیں لیکن اس میں کوئی قوالیاں وغیرہ نہیں ہوتیں اور نہ ہی عرس کی طرح کی کوئی تقریبات بلکہ سادہ جلسہ میں بانی اسلام کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ بیان کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اسی طرح جلسہ پیشوایان مذاہب منایا جاتا ہے جس میں تمام مذاہب کے مقدس نبیوں اور اوتاروں کی سیرت و سوانح ایک ہی اسٹیج سے پیش کی جاتی ہیں۔ ان جلسوں کو ملک کے بڑے بڑے نیتاؤں نے بھی پسند کیا جو قومی یکجہتی کے لئے بڑے مفید ہیں۔ اس کے

علاوہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا قائم کردہ جلسہ سالانہ ہے جو ہر سال مرکز سلسلہ میں باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے۔ موصوف نے مذکورہ بالا جلسوں کے اغراض و مقاصد پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے منارۃ المسیح کی تعمیر کا [illegible] منظر اور دفتر زائرین کا بھی تفصیل [illegible] اور پھر بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں یہاں پر صرف ۳۱۳ احباب جنکو ہم درویش کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جو اپنا سب [illegible] کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی غرض سے یہاں پر رہ گئے تھے۔ بعد میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ان کی شادیاں ہوئیں اور آج یہاں کی احمدی آبادی ڈیڑھ ہزار کے قریب ہے۔ مقرر موصوف نے اسلامی پردہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ بتایا کہ یہ خیال کہ پردہ عورتوں کی ترقی میں حائل ہے۔ بالکل بے بنیاد خیال ہے۔ بلکہ ہماری مستورات پردہ کے ساتھ ہمارے شانہ بشانہ امور دینیہ میں بطریق احسن شریک ہوتی ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب موصوف نے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کی تنظیموں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی تفصیل سے ذکر کیا کہ ۱۹۵۵ء میں جب پنجاب میں شدید سیلاب آیا تو اس وقت جماعت احمدیہ کے نوجوانوں نے اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہوئے اردگرد کے دیہات میں جا کر متاثرہ لوگوں کی خدمت کی۔ جس کے نتیجہ میں گرد و نواح کے غیر مسلم باشندے اب بھی جماعت احمدیہ کی خدمات کے مداح ہیں۔ اور بتایا کہ ہم خدمت خلق کسی کو دکھانے کی غرض سے نہیں کرتے بلکہ محض اپنے رب کی رضا اور بانی احمدیت کی ہدایت کی اتباع کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ موصوف مقرر نے یہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لطیف تصنیف سراج منیر کا حوالہ بھی دیا جو یہ ہے:۔

> ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں

کرتا تو میں بالکل درست کہتا ہوں۔
کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
(سراج منیر صفحہ ۲۸)

آخر میں مولوی صاحب موصوف نے تمام حاضرین کو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی دعوت دی اور کہا کہ آپ ہمارے اس اجتماع میں شریک ہوں اور خود ہماری مذہبی زندگی کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اس طرح نہایت عمدہ طریق پر مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

حاضرین جلسہ میں سے مختلف احباب نے اسلام احمدیت اور مختلف مسائل کے متعلق مولوی صاحب موصوف سے باری باری سوال کیا۔ اور مولوی صاحب موصوف نے ہر سوال کا نہایت ہی مناسب رنگ میں جواب دیا۔ جنمیں سے چند ایک کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک دوست نے یہ سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کو جماعت احمدیہ کیوں کہتے ہیں؟ مولوی صاحب نے جواب دیتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلعم کے دو نام ہیں۔ ایک محمد اور دوسرا احمد چونکہ دوسرا نام جمالی شان رکھتا ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے احمدی مسلمان نام تجویز فرمایا گیا۔ نیز اس نام کے تجویز کرنے میں یہ غرض بھی تھی.... کہ دوسری اسلامی جماعتوں سے امتیاز ہو سکے۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ احمدیہ جماعت دوسرے مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتے ہوئے بھی مسلمانوں کی جماعت کہلا سکتی ہے؟

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بڑی وضاحت کے ساتھ سوال مذکور کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ اصولی طور پر ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان بنیادی عقائد کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جب ان عقائد کو رکھتے ہوئے دوسرے مسلمان مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ تو پھر جماعت احمدیہ کیوں نہیں کہلا سکتی جس طرح دوسرے مسلمان کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کو کامل شریعت اور آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ بھی کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتی ہے۔ قرآن مجید کو کامل شریعت اور آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین سمجھتی ہے۔ ایک سکھ دوست کے سوال کرنے پر خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں۔ جس کی تائید عربی لغت سے بھی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی نبیوں کو بالکل ختم کرنے والا قرار دینا درست نہیں ہے البتہ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید دائمی شریعت ہے۔ اور اس میں تمام مذاہب کی بنیادی صداقتوں کا خلاصہ جمع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب نبوت کی نعمت اسی کو ملتی ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کا پابند ہوگا۔ اور جو انکار کرنے والا ہے۔ وہ گویا ساری بنیادی صداقتوں کا انکار کرنے والا ہے۔ اس کو ایسی نعمت بھلا کیسے مل سکتی ہے۔ آخر میں یہ بھی بتایا کہ لطف کی بات یہ ہے کہ عام مسلمان ایک طرف ختم نبوت کو مانتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کے منتظر بھی ہیں جو کہ نبی ہیں۔ الغرض متعلقہ مسئلہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔

پھر چوتھا سوال سینما بینی کی ممانعت کے سلسلہ میں کیا گیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ سینما کے بد اثرات سے بچنے اور امور دینیہ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی غرض سے جماعت کو سینما بینی سے روکا گیا ہے۔ بعد میں سائل دوست نے جو کہ نام و عیسائی اسکول کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے کہا کہ ہمارے ہاں بھی ایسا ہی ہے۔

اس کے بعد ایک اور سوال یہ کیا گیا کہ اعتکاف میں کوئی خاص آسن وغیرہ لگا کر بیٹھا جاتا ہے۔ اس کی کیا صورت ہوتی ہے مولوی صاحب موصوف نے تفصیلاً جواب دیتے ہوئے بتایا کہ اعتکاف کوئی آسن کی صورت نہیں ہے بلکہ رمضان کے آخری دس دنوں میں روزہ رکھتے ہوئے مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کی جاتی ہے۔ اور ان دنوں میں سوائے ذکر الٰہی نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے دوسرا کوئی دنیاوی کام نہیں کیا جاتا ہے۔ اور نہ ہی سوائے قضائے حاجت کے ان دنوں میں مسجد سے باہر نکلا جاتا ہے۔

آخر میں لکھنؤ سے تشریف لانے والے مہمان اڈانی صاحب نے سوال کیا کہ فقہ کے ہر چہار مذاہب میں سے آپ کا کس سے تعلق ہے اور آپ کس امام کے مذہب کو مانتے ہیں؟ مولوی صاحب موصوف نے جواب دیتے ہوئے بتایا کہ چونکہ قرآن مجید قیامت تک کے لئے کامل شریعت ہے اور ہر زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم میں کافی لچک بھی ہے۔ چنانچہ ہر چہار امام علیہم الرحمۃ اپنے اپنے وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن مجید سے جو استنباط کیا ہے، وہ ضرورت زمانہ کے مطابق تھا۔ اس لئے ہم ان ہر چہار امام کے مراتب میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ اور ہر ایک کو برابر درجہ دیتے ہیں البتہ بانی جماعت احمدیہ نے مسائل کے اعتبار سے حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو اکثر ترجیح دی ہے۔

علاوہ ازیں اور بہت سے سوالی مولوی صاحب موصوف سے کئے گئے اور مولوی صاحب موصوف نے نہایت وضاحت سے تسلی بخش طور پر ان کا مختصر مگر جامع مدلل جواب دیا۔ بعد میں وہاں کے دستور کے مطابق تالیوں کی گونج کے ساتھ مولوی صاحب کی تقریر اور سوال و جواب کا دور ختم ہوا۔ بعد ازاں صاحب صدر کے اعلان کے ساتھ ایک دوسرے دوست نے اسٹیج پر آکر اپنا مقالہ سنایا اس مقالہ کے ساتھ اس سیمینار کا پروگرام ختم ہو گیا۔

اس سیمینار میں بنگلور اور الگنڈہ کے علاوہ پنجاب کے مختلف جگہوں سے معززین تشریف لائے تھے۔ سیمینار کے اختتام پر جملہ دوست ہال سے باہر تشریف لائے سب کی چائے سے تواضع کی گئی اس دوران احباب ایک دوسرے سے متعارف بھی ہوتے رہے محترم میکیلن صاحب جو کہ بیرنگ کرسچین کالج بٹالہ کے انتظامیہ سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد سے ملتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ کا مضمون بہت ہی عمدہ رہا۔ اور طریق بیان نہایت ہی دلکش تھا۔ اور سوالوں پر آپ کے جوابات نہایت ہی تسلی بخش اور پرلطف تھے۔

آخر میں تمام احباب چائے سے فارغ ہو کر ایک دوسرے سے گرمجوشی کے ساتھ ملتے ہوئے الوداع ہوئے۔ اس موقعہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب خاکسار اور مولوی صاحب موصوف ہال سے فراغت کے بعد بس اسٹینڈ بٹالہ کے لئے روانہ ہوئے تو کالج کے ایک انگلش پروفیسر نے آگے بڑھ کر ہمیں روکا اور اپنے اسکوٹر سے ہمیں بس اسٹینڈ تک پہنچایا بعد ازاں ٹھیک ساڑھے پانچ بجے شام ہم اپنے مفوضہ فرض کو سرانجام دیکر بخیر و عافیت قادیان پہنچے۔

وقفِ جدید — وقت کا ایک اہم تقاضا

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بر ہمت این اجر ثمرت .... ہدت سائے وسحر
قضائے آسمانی است این بہر حالت شود پیدا

کریما صدکرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی شخص غریب نہیں ہو جاتا اگر حوصلہ اور ہمت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ خود ناصر اور مددگار بن جاتا ہے۔ اے بھائی! تجھے مدد کرنے کا یہ ثواب مفت میں دیا جا رہا ہے ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ہر حالت میں پورا ہو کر رہے گا۔ اے مخاطب! تو اس شخص پر ہزاروں مہربانیاں کر جو دین کی مدد کرنے والا ہے۔ اگر کبھی کوئی مصیبت آن پڑے تو اس کی بلا دور کر دے۔

وقفِ جدید کا نیا سال جنوری ۱۹۷۴ء سے شروع ہو رہا ہے۔ تمام جماعتوں کے عہدیداران اعلان ہذا کو دیکھتے ہی اپنے وعدہ جات کی فہرستیں جسقدر جلد ممکن ہو اضافہ کے ساتھ مرتب کر کے دفتر ہذا کو ارسال فرمائیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تجویز نام و درخواست دعا جیسا کہ قبل ازیں بدر میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ خاکسار کے ہاں مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو پہلی بچی تولد ہوئی۔ نومولودہ کا نام تجویز کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی۔ سو حضور نے ازراہ شفقت بچی کا نام "عطیۃ القیوم" تجویز فرمایا ہے۔ احباب بچی کے نیک صالحہ اور تمام اہل خاندان کے لئے قرۃ العین ثابت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔
خاکسار محمد انعام غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ جنوری ۱۹۷۴ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں۔ تاکہ آئندہ آپ کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند ہو جائے۔ اور کچھ وقت کے لئے مرکزی حالات اور اہم دینی اعلانات وعلمی مضامین کی آگاہی سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

مینیجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۳۳	مکرم ایس۔ جی۔ ابراہیم صاحب	۱۵۱۸	مکرم نظام الدین صاحب عباسی
۱۰۷۳	" محمد سلیمان صاحب بمبئی	۱۵۸۵	" قاضی ظہیر الدین صاحب عباسی
۱۰۹۰	" دی۔ محمد صاحب کیننانور	۱۷۱۹	" ایم۔ اے۔ باقی صاحب
۱۱۰۳	" نورالدین صاحب میرٹھ۔	۱۷۳۳	" محمد اسلم خان صاحب
۱۱۱۵	مکرمہ ہاجرہ بانو احمد صاحبہ	۱۷۷۳	" سیف الدین صاحب خالد
۱۱۱۶	امجد اکیڈیمی حیدرآباد	۱۷۸۶	" حوالدار محمد بشیر صاحب
۱۱۴۹	مکرم ایم احمد صاحب ایم اے فاضل	۱۸۰۷	" کے۔ اے۔ صالح صاحب
۱۱۷۸	" غلام محمد صاحب	۱۸۲۵	" جسونت سنگھ صاحب بمبئی۔
۱۱۹۳	" ایم محمد عثمان صاحب	۱۸۳۰	" سید عنایت اللہ صاحب
۱۲۰۱	" محمد صلاح الدین صاحب۔	۱۸۸۶	" میسرز شاہ ربڑ فیکٹری یادگیر
۱۲۴۸	" سی برکت اللہ صاحب	۱۸۹۵	" ایس۔ ای صاحب کشکی۔
۱۲۵۳	" مولوی خلیل الدین صاحب	۱۹۷۱	" مستری ابرار احمد صاحب امروہہ
۱۲۶۲	" سید عبدالہادی صاحب	۲۰۳۰	" محمد سراج الدین صاحب لونی
۱۲۶۷	" آغا محمد خلیل صاحب	۲۲۱۰	" عبدالحق صاحب پورٹ بلیر
۱۲۷۷	" نصیر الدین خان صاحب	۲۲۳۱	" مرزا عبدالقیوم صاحب
۱۳۲۴	محترمہ نجم النساء صاحبہ	۲۲۳۲۴	" محمد سلیم صاحب بھٹی کینیڈا
۱۴۰۰	مکرم قمر الدین صاحب انچولی۔	۲۲۳۷	" محمد عثمان صاحب پرنس
۱۴۱۹	محترمہ معینہ بیگم صاحبہ	۲۲۳۸	خالق انجینئرنگ ورکس بریلی۔
۱۴۳۶	مکرم سید محمود صاحب	۲۲۳۹	مکرم مہر ولایت علی صاحب
۱۴۴۹	" ڈاکٹر محمد یونس صاحب	۲۲۴۰	" عبدالوہاب صاحب آسنور
۱۴۵۵	" قائد مجلس خدام الاحمدیہ پینگاڈی	۲۲۴۳	" محمد عطاء الرحمٰن صاحب
۱۴۷۱	" ایس ایم عمران صاحب۔	۲۲۴۶	" محمد عباس خان صاحب
۱۴۷۴	" محمد اظہر خان صاحب	۲۲۴۹۴	" این۔ اے۔ ڈار لنڈن
۱۵۱۵	" عبدالعزیز صاحب۔		——×——

ولادت

قادیان ۱۰ دسمبر۔ مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش قادیان کے بیٹے عزیز مکرم عنایت الٰہی خان صاحب کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود بچی کو نیک، صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین (ایڈیٹر)

درخواست ہائے دعا

(۱)— مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نلگنڈہ کا لڑکا شیخ مخدوم احمد بیمار ہے۔ اور ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا ہے۔ عزیز کی کامل شفایابی کیلئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(۲)— مکرم سید ہمام الدین صاحب جمشید پور کا لڑکا عزیز سید منیر احمد B. Sc. کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہو گیا ہے۔ آگے انجینئرنگ کالج میں داخلہ لینا ہے۔ تمام بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اس خوشی میں اعانت بدر کیلئے مبلغ ۵/- روپے ارسال کئے ہیں۔ (مینیجر بدر قادیان)

جماعت احمدیہ کا ہر قدم ترقی کی طرف! — بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اور خدا کا یہ فضل ہے کہ اِن علاقوں سے عیسائی پادری اپنا بوریا بستر لپیٹ رہے ہیں۔ اور اسلام کو نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

اور حال ہی میں حضور نے ایک تیسرا سفر انگلستان اور یورپ کا فرمایا ہے جو ایک اور ہی بابرکت مقصد کے پیشِ نظر فرمایا گیا۔ وہ مبارک مقصد یورپ و افریقہ میں قرآن کریم کی وسیع تر اشاعت کا زبردست انتظام ہے۔ اب ایک بہت بڑا پریس جماعت احمدیہ کے دوسرے مرکز ربوہ میں لگایا جا رہا ہے جس میں دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کا بڑا ہی وسیع انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور دوسرا پریس افریقہ میں لگایا جانے والا ہے۔ اِس پریس میں بھی کلام اللہ کی طباعت و اشاعت کا بابرکت منصوبہ پیشِ نظر ہے۔ حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک پروگرام یہ ہے کہ نفیس اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ قرآن کریم کے یہ تراجم وسیع پیمانے پر شائع کئے جا کر ایک منصوبہ بند طریق سے اُن زبانوں کے جاننے والوں کے ہاتھوں میں کلامُ اللہ کے نسخے پہنچا دیئے جائیں اور اُن کو اس قابل بنا دیا جائے کہ خود اپنی زبان میں کلام مجید کو پڑھیں۔ اور اپنی روحانیت کو سنوار لیں۔ اس طرح وہ وقت دُور نہیں جب اس منصوبہ کو کامیاب صورت میں دُنیا بچشمِ خود ملاحظہ کرے گی اور اُسے اقرار کرنا پڑے گا کہ جماعت احمدیہ کا ہر قدم فی الواقع ترقی کی طرف ہی بڑھ رہا ہے۔ نہ صرف جماعت کے مراکز میں سالانہ جلسوں میں کثرت التعداد حاضرین و شرکاء کے اعتبار سے بلکہ اسلام کی تبلیغ اور قرآن مجید کی وسیع تر اشاعت کے سلسلہ میں بھی—!!

بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ—!! وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ——!!

درخواستِ دعا و اظہارِ تشکر

حیدرآباد ۲ فتح (دسمبر)۔ مکرم مرزا شریف احمد بیگ صاحب اور سید غوث [illegible] نیکٹری ماچس قائم کی ہے۔ نمازِ مغرب سے قبل خاکسار نے اجتماعی دُعا کرائی اور فیکٹری کا افتتاح [illegible] حاضرین کی ناشتہ و چائے سے تواضع کی گئی۔ اور مندرجہ مدات میں چندہ ادا کیا گیا۔ اعانت بدر ۵/- روپے، شکرانہ فنڈ ۵/- روپے۔ کاروبار میں ترقی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲/۱۲/۷۳ء

Phone 35 Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57 Regd. No. P 67

Jalsa Salana Number

The Weekly BADR Qadian

Editer— Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub. Editer— Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 22 13,th 20th December, 1973 No. 50. 51

حضرت اقدس کے اعزاز میں دیئے گئے عصرانہ کے موقع پر جو البم پیش کی گئی اُسے حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔!!

دارالتبلیغ (مشن ہاؤس) سے نماز کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ مسجد فضل لنڈن تشریف لے جاتے وقت ـــــ !!